



دَمَانْ صُوبَائِي اِسْمَانی بِعْدِ کارروائی

منعقدہ ۷ جنوری ۱۹۹۳ء

نمبر شمار	فہرست	صلف نمبر
-۱	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
-۲	وقہ سوالات	۳
-۳	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات رفحہت کی درخواستیں	۳۲
-۴	تحریک التواء نمبر ۳ (مجانب ڈاکٹر سردار محمد حسین)	۳۲
-۵	حرکت نے زور نہیں دیا۔	۳۴
-۶	قرارداد نمبر ۱ (مجانب مولانا عبد الباری) منظور ہوئی	۲۵
-۷	قرار نمبر ۲ (مجانب محمد صادق عمرانی) پیش نہیں کی گئی۔	۳۶
-۸	قرارداد نمبر ۳ (مجانب سردار محمد اختر مدنگل)	۳۶
-۹	ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی	۶۱
-۱۰	قرارداد نمبر ۵ (مجانب ڈاکٹر سردار محمد حسین) منظور ہوئی	۹۵
-۱۱	قرارداد نمبر ۶ (مجانب مولانا عبد الباری) (ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی)	۹۵

بلوچستان صوبائی اسمبلی

- ۱۔ جناب اسکریور عبد الوهید بروج
- ۲۔ جناب ڈپٹی اسکریور ارجمن داں بگٹی

افغان صوبائی اسمبلی

- ۱۔ سکریٹری اسمبلی مختار حسین خان
- ۲۔ جوانست سکریٹری محمد افضل

پلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس
مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۳ء شعبان المعجم ۱۴۱۳ھ
زیر صدارت اپنے سرکار جناب عبد الوحید بلوچ
بوقت ساڑھے گیارہ نج کر پھیں منٹ (قبل وقوف) صوبائی اسمبلی ہال کو سکھ میں منعقد
ہوا۔

خلاصہ قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبد التیم انوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمَنْ أَنَّاسٌ مَنْ يَقُولُ إِمَانًا بِاللَّهِ وَمَا يُؤْمِنُ إِلَّا خِلْفٌ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
يَعْمَلُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَعْمَلُونَ إِلَّا نَفْسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ
فِي قَلُوبِهِمْ مَرَضٌ لَفَنَادُوكُمُ اللَّهُمَّ صَاحِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ لَمَّا كَانُوا
يَكْذِلُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ لَا قَاتُوا إِنَّمَا تَحْمِلُونَ
إِلَّا إِنَّهُمْ هُمُ الظَّاهِرُونَ وَلَكُمُ الْأَيْشُعُورُ وَلَنَّ اللَّهُ الْعَفْلُيمُ

ترجمہ - بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں
حالانکہ وہ حقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان لائے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے
ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں داخل رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔
ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بیساکھیا اور جھوٹ وہ بولتے ہیں، اس کی
پاؤش میں ان کے لئے دردناک سزا ہے۔ جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین پر فساد برپا نہ کرو تو
انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبودار! حقیقت میں یہی لوگ منعد ہیں مگر
انہیں شعور نہیں ہے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا إِبْلَاغٌ

چناب اسپیکر - اب وقہ سوالات ہے۔ مولانا عبد الباری اپنا سوال نمبر ۸ دریافت فرمائیں۔

X ۸ مولانا عبد الباری - کیا وزیر کھیل و ثقافت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ

مالی سال جولائی ۱۹۹۰ء تا جنوری ۱۹۹۲ء کے دوران کن کمیلوں کے لئے کس قدر فذز فراہم کئے گئے ہیں نیز یہ فذز کن کمیلوں کے کھلاڑیوں کو دیئے گئے ہیں ضلع وار تفصیل دی جائے؟

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) - حکومت پاکستان صوبے میں مختلف کمیلوں کے فروع کے لئے ہر سال جو فذز میا کرتی ہے وہ تمام ضلعی ذیلی کشزوں و ذویہ ذلی کشزوں کو اپنے اپنے علاقے میں مختلف کمیلوں کے انعقاد کے لئے بھیجی جاتی ہے۔

سال ۹۱ ر ۱۹۹۰ء کے لئے صوبے کے تمام ذیلی کشزوں مساوائے ذیلی کشز کوئی کمیع بچاں ہبھاں ہزار روپے فراہم کئے گئے تھے ضلع کوئی کمیع کو آپدی کے لحاظ سے دولاکھ روپے دیئے گئے تھے مزید برائص صوبے کے چھ کشزوں مساوائے کشز کوئی ذویہ ذلی کمیع بچاں ہزار روپے فراہم کئے گئے تھے جب کہ کشز کوئی ذویہ ذلی کمیع ایک لاکھ روپے دیئے گئے۔

سال ۹۲ ر ۱۹۹۱ء کے لئے صوبائی حکومت نے ضلعوں اور کشزوں میں مختلف کمیلوں کے انعقاد کے لئے کوئی فذز فراہم نہیں کیا گیا جب کہ سال ۹۳ ر ۱۹۹۲ء کے لئے صوبائی حکومت نے مبلغ تین لاکھ روپے کی رقم فراہم کی جو اس مرتبہ تمام ذیلی کشزوں کو Wise Constituency (حلقة دائیز) تقسیم کی گئی ہے یعنی صوبے کے ہر ضلع میں صوبائی اسیلی کے ممبروں کی تعداد کے لحاظ سے یہ رقم تقسیم کی گئی ہے جس کی ضلعوار تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کوئی تین لاکھ روپے

۲۔ کوئی دولاکھ ہبھاں ہزار روپے (یہ رقم بھی ضلع کوئی میں ہی تین صوبائی اسیلی کے ممبران کو دی گئی ہے۔ یہ رقم صرف اقلیتوں کے لئے مخصوص ہے۔ یعنی ہر ممبر کو پچھتر پچھتر ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔

۳۔ پہنچن تین لاکھ روپے

۳۔ چانی	چھپڑہزار روپے
۴۔ قلات	ایک لاکھ پھاس ہزار روپے
۵۔ جعفر آباد	دو لاکھ چھپڑہزار روپے
۶۔ نسیر آباد	چھپڑہزار روپے
۷۔ جمل سکنی	چھپڑہزار روپے
۸۔ بولان	چھپڑہزار روپے
۹۔ گواور	چھپڑہزار روپے
۱۰۔ بندگوڑ	چھپڑہزار روپے
۱۱۔ سبی	ایک لاکھ پھاس ہزار روپے
۱۲۔ ذری و بکشی	چھپڑہزار روپے
۱۳۔ کولو	چھپڑہزار روپے
۱۴۔ آواران	چھپڑہزار روپے
۱۵۔ بیله	ایک لاکھ پھاس ہزار روپے
۱۶۔ مستونگ	چھپڑہزار روپے
۱۷۔ خضدار ایک لاکھ پھاس ہزار روپے	
۱۸۔ ترست	دو لاکھ پھیں ہزار روپے
۱۹۔ خاران	چھپڑہزار روپے
۲۰۔ ٹوب	چار لاکھ پھاس ہزار روپے
۲۱۔ ٹوٹلی	اکتیس لاکھ پھاس ہزار روپے

مولانا عبدالباری (ضمی سوال) - جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ زمینی کشزوں کو سال ۱۹۹۰ء میں پھاس ہزار روپے میا کئے گئے ہیں اور ۱۹۹۱ء میں کوئی فائدہ فراہم نہیں کیا گیا ہے اور پھر سال ۱۹۹۳ء میں مبلغ تیس لاکھ روپے اور تقسیل میں دیا گیا ہے کہ طبع پھین کے لئے تیس لاکھ روپے ہے اور اس تقسیل میں یہ بھی ہے کہ ہر ممبر کو چھپڑہزار روپے دیئے گئے ہیں تو ۱۹۹۱ء میں جو زمینی کشزوں کو فائدہ طاہے پھاس ہزار اور ۱۹۹۳ء میں

کے لئے پہلی خلیع کو تمیں لا کر روپے ملے ہیں اور آخر میں ایک ممبر کا نام بھی لکھا ہے اس اسلامی میں میں بھی ممبر تھا اور ابھی بھی میں ممبر ہوں مجھ سے تو پہنچ کشز نے کسی فٹڈ کے بارے میں کوئی رابطہ نہیں کیا ہے۔ میرے ضمنی سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں میں نے یہ پوچھا ہے کہ کھلاڑیوں کو خلیع پہنچنے کے لئے ہیں انہیں ملے ہیں یا نہیں؟ اور جواب میں یہ لکھا ہے کہ پہنچ کشزوں کو ملے ہیں سوال یہ ہے کہ کھلاڑیوں کو ملے ہیں یا نہیں؟ جواب میں دیا گیا ہے کہ پہنچ کشزوں کو دینے گئے ہیں۔

میر محمد اکرم (وزیر کھیل و ثقافت) - مولانا صاحب آپ تو اپنے ضمنی سوال کا جواب تو خود دے رہے ہیں۔ یہ جو پہنچے جیسا کہ آپ نے خود پڑھ کر سنایا ہے کہ پہنچ کشزوں کو ملے ہیں یہ فنڈر ان کو دینے گئے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ کھلاڑی حضرات کا آپ مولانا صاحبان سے کم تعلق ہے آپ کو اپروج approach نہیں کیا ہوا اور جو کھلاڑی ہیں ان کو پہنچے ہے کہ ہمارے فنڈر پہنچ کشزوں کے پاس ہیں اور وہ ضمنی پہنچ کشزوں کو ملتے ہیں اور آپ کو کھلاڑیوں نے اپروج approach نہیں کیا ہوا۔

مولانا عبد الباری - اُج جو خلیع پہنچنے کے کھلاڑیوں کے سکریٹری ہیں وہ صحیح ہمارے پاس آئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں کوئی ایک پہنچ بھی نہیں ملا ہے اور ہمارے خلیع کے اور ممبر صاحبان بھی پہنچے ہوئے ہیں ان کو بھی پتہ نہیں ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت - مولانا صاحب! آپ کے خلیع کے اور بھی ممبر صاحبان ہیں اگر کسی کو نہیں ملا ہے یہ تو پہلے کا طریقہ کار ہے اس کے مطابق پہنچ کے تقسیم کے گئے ہیں اور پھر ہم اس کی تفصیل بھی پوچھ لیتے ہیں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا تفصیل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کھلاڑیوں کو یہ فنڈر ملے ہیں یا نہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون) - مولانا صاحب اس سلسلے میں کچھ عرض کروں کہ مجھے سال جب ہم سے حکومت نے رابطہ کیا تو پہنچ پہنچ تھرہ زار ہر ایک ممبر کے حساب سے یہ رقم ہم پہنچ کشزوں کو میا کریں گے مگر یہ ہر ممبر کی اپنی اپروج ہے کہ وہ اپنے اپنے ملاحتے کے

۴

لئے کن کن کھلاڑیوں کو سکن کلبوں کو یہ رقم نہا جاتے ہیں وہ ایم پی اے کے پاس ڈی سی کے پاس چلا جائے اور ڈی سی سے اپنا حصہ لے لے۔ اس میں یہ ہے کہ کلبوں کے اختیارات اور دیگر کارروائیاں ہوں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں ابھی تک رابطہ نہیں کیا ہے جب کہ ہم نے اپنا رابطہ ڈی سی ضلع کوئی سے کیا ہے اور انشاء اللہ ہم یہ شروع کر رہے ہیں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا میرا خیال ہے کہ رابطہ کی ذمہ داری ڈپٹی کمشنز کی ہے کیونکہ چیز ان کو ملا ہے جب پیسہ ان کو ملا ہے اور متعلقہ محکمہ نے ہمارے ساتھ کوئی رابطہ نہیں کیا ہے تو اس میں کوئی مقصد کی بات ہے۔ متعلقہ محکمہ اور ڈپٹی کمشنر کے درمیان کوئی راز کی بات ہے اور نہ کھلاڑیوں کو پتہ ہے اور نہ ایم پی اے حضرات کو پتہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ یہاں اجنبی میں لکھا ہوا ہے کہ تمیں لاکھ روپے دینے گئے ہیں اور نوٹس میں ۳ لاکھ لکھا ہوا ہے۔ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ قول اور فعل میں فرق ہوتا تھا اور ابھی تو قول اور قول کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) - جناب والا یہاں قول اور فعل کی بات نہیں ہے اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اس کے لئے طریقہ کاری یہ ہوتا ہے کہ فنڈر ڈپٹی کمشنر کو فراہم کر دیئے جاتے ہیں مولانا صاحب میں آپ کی افلاع کے لئے عرض کروں کہ ڈپٹی کمشنر کھلاڑیوں کی ایسوی ایشن کا صدر ہوتا ہے اور ضلعی صدر کے ناطے سے جو کھلاڑیوں کے قائم کلب ہوتے ہیں جو ڈسٹرکٹ ایسوی ایشن میں رجسٹر ہیں وہ ان کے عمدہ داروں کو بلا کران کے حوالے تقسیم کرتے ہیں یہ رقم کھلاڑیوں کو نہیں دیتے ہیں جو ان کی کلب ہوتی ہے ان کو دیتے ہیں اور ان کے عمدہ داروں کے حوالے سے یہ رقم پھر کھلاڑیوں تک پہنچ جاتی ہیں یہ وضاحت ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا اگرچہ ہم کھلاڑی نہیں ہیں پھر بھی ہمیں کھلاڑیوں کے سائل کا پورا پتہ ہے یہاں پر کھلاڑیوں کی بلوچستان ایسوی ایشن بنائی ہے اور وہ ضلع پیشین میں ابھی تک نہیں بنی ہے۔ ضلع پیشین میں اسپورٹس ایسوی ایشن ابھی تک نہیں بنی ہے پیسہ جب یہاں سے چلتا ہے وہاں ڈپٹی کمشنر کے دفتر دستک دے کر پتہ نہیں کس سرخانے میں چلا جاتا ہے۔

اور اکثر صاحب جو تاریخ ہیں ملکب کو پیر دیکھتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ملکب کے جو مدد و دار ہوتے ہیں وہ مکلاڑی ہوتے ہیں اور مکلاڑی حضرات جو ہمارا پر آتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں ایک پیر نہیں دیا گیا ہے تو ملکب کیا جائز ہے؟ اور جب میں نے قلعہ عبد اللہ کے ذپی کشتر سے رابطہ کیا انہوں نے کہا کہ یہ پیر نہیں ملا ہے اور یہ بلوچستان ایسوی ایشن ہمارے شیخ پیشین کو کیوں نظر انداز کر رہی ہے؟

وزیرِ کھیل و ثقافت - مولانا صاحب آپ دراصل مکھیل کو دیں دیکھی نہیں لیتے ہیں اور بہت کم مکلاڑی حضرات آپ کے پاس آتے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ کو پڑھ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جیسا فرمایا ہے کہ ان کو یہ پیر نہیں ملا ہے اور جتنے بھی ہمارے پاس ذپی کشتر صاحبان ہیں ان کو ہم نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ پیسے کمال کمال کن کن ایسوی ایشن کو دیئے ہیں اور خرچ کئے ہیں اور یہ پڑھ کر رہے ہیں جو ملکب بننے ہوئے ہیں یا اور بنا کیں گے ان سے رابطہ کریں۔

مولانا عبد الباری - ہمیں اس کا بہت زیادہ پتہ ہے میں وزیر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں جناب اسیکیا میں نے کل خود رابطہ ذپی کشتر سے کیا ہے ذی سی صاحب فرار ہے تھے کہ یہاں پر کمیٹی بنائی ہے اور کمیٹی کے آپ بھی ممبر ہیں میں بھی کمیٹی کا ممبر ہوں مجھ کو کیوں نہیں بلایا ہے اور شہ ہم سے رابطہ رکھا ہے اور ہمارے نام پر یہ پیسے ذپی کشتر کو کیوں دے رہے ہیں۔ یہ کس کی قلعتی ہے؟

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر) - مولانا صاحب جب یہ پیسے تقسیم ہوئے ہیں اس وقت کیر نیکر care taker گورنمنٹ تھی اب جب کئے پیسے آجائیں گے اس میں ہم آپ کو ضرور بلا کیں گے۔

مولانا عبد الباری - ڈاکٹر صاحب نئے پیسے تجدید پڑے ہوئے ہیں آپ کو کسی چیز کا پتہ بھی نہیں ہے خدا کے لئے کوئی ہمیں تسلی بخش جواب دے دیں۔ کوئی تسلی بخش جواب آپ لوگوں نے نہیں دیا ہے۔

وزیرِ کھیل و ثقافت - مولانا صاحب ہم نے تمام ذپی کشtron کو تفصیل دینے کے

لئے کھاہوا ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب کوئی بھی اس کا تسلی بخش جواب دے دے۔
ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر) - مولانا صاحب ہم تسلی بخش جواب ہی دینے کی
 کوشش کر رہے ہیں جو نکد آپ کو ہمہ کا پتہ نہیں ہے۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر) - (پانچ آف آرڈر) جناب والا یہ الفاظ جو
 مولانا صاحب نے کے ہیں ان کا نوٹس لیا جائے یا وہ ثابت کریں کہ جتنے بھی سامنے ہیٹھے ہیں ان کو
 کسی جیز کا علم نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی نوارتی ہے۔ وہ الفاظ واپس لے لیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) - جناب والا! مولانا صاحب یہ
 بتادیں کہ ان کو کس کمیل کا پتہ ہے اور کس کمیل میں ان کی خاص دلچسپی ہے، ہم ان کا ضرور خیال
 رکھیں گے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا صرف کافنڈات میں سب کچھ ہوتا ہے لیکن عمل اور
 میدان میں کچھ بھی نہیں ہے جا ہے وہ راضی ہوں یا ناراضی ہوں ہم کو کسی جیز کی پرواہ نہیں ہے۔
 لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہماری بدنای نہ کریں ہمارے نام پر پیسے ریلیز release ہوتے ہیں
 اور پیسے ذی سی کے دفتر میں جا کر مخدود ہو جاتا ہے۔

قائد ایوان - جناب والا اگر مولانا صاحب یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے نام پیسے ریلیز
 release ہوں تو ہم یہ پیسے وہ ڈرا with draw کر لیتے ہیں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا یہ بست بڑی بدھی ہوتی ہے کہ پیسے خود ریلیز کرتے
 ہیں اور واپس لیتے ہیں اور ایک ہاتھ سے لیتے ہیں دوسرا ہاتھ سے واپس کرتے ہیں ایک اہل
 ہوتا ہے یہ بخیل بھی نہیں ہے اور اہل ہے جو بخیل سے نہاد ہے۔

جناب اسٹیکر - سوال نمبر ۹ مولانا عبد الباری دریافت فرمائیں۔

X ۹ **مولانا عبد الباری** - کیا وزیر ماہی گیری از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ

میں سال ۱۹۹۰ء کے دوران حکومت نے ماہی گیری کے فروغ کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تفصیل دی جائے۔

مسٹر چکول علی (وزیر ماہی گیری) - ماہی گیری کا مکمل مارچ ۱۹۹۱ء میں معروض وجود میں آیا یہ شعبہ ملک کو سالانہ ۳۰ فیصد سے زائد زر مبادلہ فراہم کر رہا ہے جس میں سے بلوچستان کا حصہ خاطر خواہ ہوتا ہے کیونکہ میں فیصلہ سندھی ماہی گیری کا علاقہ صوبہ بلوچستان میں واقع ہے تاہم ساحلی پیش کے تقریباً ۵ لاکھ سے زائد افراد بالواسطہ یا بالواسطہ شعبہ ماہی گیری کی صنعت سے ملک ابھی تک قدیم اور فرسودہ روایتی طریقے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان کے ساحلی عوام کو ماہی گیری کے موقع میسر نہیں جو کہ صوبہ سندھ کی صنعت ماہی گیری کو میسر ہیں لہذا مکمل ماہی گیری نے وجود میں آتے ہیں تیزی سے ماہی گیروں کے فوری مسائل کو حل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

۱۔ حکومت بلوچستان نے مکمل ماہی گیری کی ترقی و بہبود کے لئے پہلی بار سال ۱۹۹۱-۹۲ء کے دوران خصوصی ترجیحی پروگرام کے تحت دو کروڑ روپے مختص کئے جس سے مکمل نے تقریباً ۹۰ کے قریب چھوٹے انجمن ماہی گیروں میں ۸۰ فیصد رعایتی داموں میں فراہم کئے۔

۲۔ تین ستمبر ۱۹۹۱ء کو وزیر اعظم پاکستان نے گواہ کا دورہ کیا تھا اور وہاں پر وزیر اعظم کو ماہی گیروں کی ہائفتہ بہ حالت بیان کی گئی اور وزیر اعظم نے ماہی گیروں کی بہتری کے لئے دو کروڑ روپے کی سرانث کا اعلان کیا جس میں سے ایک کروڑ روپے سال ۱۹۹۱-۹۲ء میں میا کر دیا گیا تھا۔ جب کہ بقا یا ایک کروڑ بھی وزیر اعظم نے اس سال حکومت بلوچستان کو ادا کر دیا ہے جو کہ مکمل ماہی گیری کو فراہم کر دیا گیا ہے۔

مکمل ماہی گیری نے پہلے میا کئے گئے ایک کروڑ سے ماہی گیروں کے لئے ۸۰ فیصد رعایتی داموں پر ۵ ہزار کلوگرام چھلی پکڑنے کے جال میا کئے ہیں۔ جب کہ بقیہ رقم سے بھی اسی مقدار میں جال تقسیم کئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ ایک کشتی میں کم از کم ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ کلوگرام تک جال استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ چونکہ شعبہ ماہی گیری پر اس سے پہلے کوئی خاص توجہ نہ دی گئی حتیٰ کہ مرکزی حکومت کے پروگرام میں بھی ماہی گیری کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔ صرف سال ۱۹۹۱-۹۲ء میں مکمل کی کاوشوں سے

مرکزی حکومت نے بلوچستان کے "شعبہ ماہی گیری" کے لئے مبلغ ایک کروڑ ۸۳ لاکھ روپے کی رقم پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے پروگرام کے تحت منظور کروائی اور اس رقم سے سنتے دامون ۲۳ بڑے اور ۸۸ چھوٹے انجن ماہی گیروں کو مہیا کئے جائے ہیں۔

اسی پروگرام کے تحت اس سال بھی مرکزی حکومت کے توسط سے امید کی جاتی ہے کہ مزید رقم بلوچستان کے شعبہ ماہی گیری کو ترقی دینے کے لئے مختص کی جائے گی۔

مندرجہ بالا اقدامات کی وجہ سے صنعت ماہی گیری کی پیداوار بچھلے تین سالوں میں ایک لاکھ میٹر کٹن سے بڑھا کر تقریباً ذریعہ لاکھ میٹر کٹن سے دولاکھ میٹر کٹن تک ہو گئی ہے۔ مزید برآں سال بلوچستان پر مزید چھوٹے جنی تغیری کرنے پر غور کیا جا رہا ہے ماہی گیری کے پیڑے کو بھی وسعت دینے پر غور کیا جا رہا ہے۔ جس کی اس وقت تعداد صرف پانچ ہزار چھوٹے بڑے کشتوں پر مشتمل ہے۔ مزید برآں ماہی گیری کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے حکومت کو مختلف اسکیمیں پیش کی گئی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے غریب ماہی گیروں کو ترقی دینے کے لئے ترجیحی سلوک کریں گے۔

مسٹر کچکول علی - جناب والا وہ سوال نمبر ۹ کے بارے میں کوئی ضمنی دریافت کریں میں ان کو مطمئن کر سکتا ہوں۔ جناب والا سب سے پہلے یہ جوانوں نے سوال کیا ہے وہ مجھوں ہے اور جب کہ ہمارا ملکہ خود ۱۹۹۱ء میں وجود میں آیا ہے اور انہوں نے سوال ۱۹۹۰ء تک کے کئے ہیں دوسری بات یہ ہے جو اے ڈی پی بنتی ہے وہ ۹۰۔ ۹۱ اور ۹۲۔ ۹۳ اور ۱۹۹۳ء میں یہ ۹۰ تا ۹۳ء مالی سال میں نے کبھی نہ سنائے اور نہ دیکھا ہے اور میرے خیال میں اس کا سوال خود ہی مجھوں ہے اور یہ قابل عمل نہیں ہے میں ملا کی زبان میں بھی بول رہا ہوں۔

مولانا عبدالباری - جناب اسیکر کچکول صاحب تو اچھا آدمی ہے لیکن یہاں پر کاغذ میں لکھا ہے جواب میں لکھا ہے کہ اتنے پیسے ہیں اتنے پیسے ہیں۔

وزیر ماہی گیری - جناب والا اگر آپ سوال کو پڑھیں کہ آیا یہ سوال ممکنہن ایبل maintainable ہے اور جب ایک ملکہ اس وقت موجود ہی نہیں تھا اس نے سوال کیسے کیا ہے جب مالی سال ہم نے نہ سنائے ۷۳ء۔ ۷۴ء اور غیرہ ہوتے ہیں لیکن ہم نے ۹۰۔ ۹۱ء کبھی نہیں

نہ ہے اور اس کے لئے ۹۰ءے ہوتا تو ب محکم ہوتا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ سوال جو مجمل ہے اور یہ قابلِ رفتار بھی نہیں ہے مجھے جواب دینے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! میں نے فلور پر کچکوں علی صاحب کی کچھ صفت کی ہے اور میری کبھی بھی عادت نہیں رہی ہے کہ میں حکومت کی کبھی بھی صفت نہیں کروں گا اور اصل بات یہ ہے کہ یہ محکمہ سے پہلے بھی تھا اور آپ کے وزیر ہونے سے پہلے بھی تھا لیکن کسی اور محکمہ میں ضم تھا اور اب یہ علیحدہ سے ایک محکمہ ہے اور ابھی وزراء زیادہ ہیں وزریوں کی تعداد بڑھانے کے لئے یہ ایک علیحدہ محکمہ رکھا ہے اور ۱۹۹۰ء سے پہلے بھی اس محکمہ کا وجود تھا لیکن ضمناً تھا۔ عملاً نہیں تھا۔ جناب والا! اس کا وجود پہلے بھی تھا۔

میر جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) - جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پوائنٹ آف آرڈر۔ اس وقت ہم نے ایک اضافی محکمہ مولانا صاحب کو دینے کے لئے یہ محکمہ کریٹ create کیا تھا۔ یہ اس وقت کہ رہے تھے کہ ہم پانچ وزری گلنا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ محکمہ انہی کے لئے کریٹ create کیا تھا۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! یہ محکمہ مجھے دے رہے تھے پی ایڈڈی ایس ایڈڈی اے ڈی ہم کو دے رہے تھے ہم یہ محکمے نہیں لے رہے تھے۔ ہمیں ایسے مجھے کی کوئی پرواہ نہیں جن کے آپ وزیر ہیں۔ جناب اپنے اصل سوال کا جواب دیا جائے درمیان کی جو فالتو باتیں ہیں وہ چھوڑ دیں۔

جناب اپنے کریٹ - آپ کو سهلیم منشوی سوال کریں۔

میر محمد اکرم بلوج (وزیر) - جناب اپنے کریٹ! مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے محکمہ کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ ہمارے بلوجستان کا ایک بہت بڑا ساحل ہے جہاں پر ایک بہت بڑی آبادی بھی ہے۔ بڑا ذریعہ روزگار بھی ہے مولانا صاحب اس طرح بے نیاز ہو کر کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے اس ڈیپارٹمنٹ کی۔

مولانا عبد الباری - جناب اپنے کریٹ! یہاں پر ضمنی سوال یہ ہے ۱۹۹۰ء سے رقم کی جو

تفصیل دی ہے نمبر ۳ صفحہ پر اور صفحہ نمبر ۱۵ پر جو وزیر صاحب نے جواب دیا ہے البتہ جون ۱۹۹۳ء میں حکومت پاکستان اور حکومت جاپان کے درمیان ایک معاهدہ ہوا تھا جس کے تحت محکمہ ماہی گیری کو مالی سال ۱۹۹۲ء کے دوران ۳۶۳ ملین جاپانی yen کی مالیت کے بیان پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ۳۶۳ ملین اور اس کا ذکر ہمارے جواب میں نہیں ہے۔ جناب آپ صفحہ نمبر ۱۵ دیکھ لیں اور بیان پر صفحہ نمبر ۳ دونوں میں تضاد ہے۔

وزیر ماہی گیری - جناب اسچکر امیں نے آپ کو اس لئے مطلع کیا کہ جو مولانا صاحب کا سوال ہے اس میں ابہام ہے میں سوال پڑھتا ہوں کہ یا وزیر ماہی گیرا زر را کرم مطلع فرمائیں گے کہ مالی سال ۱۹۹۰ء کے دوران حکومت نے ماہی گیری کے فروع کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔“ اس میں آپ نے جو سوال کیا ہے اگر اس میں آپ تکنیکلیشن technicality پر جائیں تو اس کا تو جواب کچھ بتاہی نہیں ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! اگر اس کا جواب نہیں بتا تو پھر آپ نے اس کا جواب کیوں دیا۔ آپ نے حکومت کی اتنی رقم خرچ کی جوab چھپا تو پھر آپ نے کیوں جواب دیا؟ تو پھر آپ نے کیوں غلطی کی ہے۔ آپ میری بات نہیں سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذیپارٹمنٹ اس سے پہلے بھی تھا۔ آپ کے وزیر بننے سے پہلے بھی یہ ذیپارٹمنٹ موجود تھا۔ لیکن کسی اور ذیپارٹمنٹ کے ضمن میں تھا۔ اب یہ مستقل ذیپارٹمنٹ بنتا ہے۔ اگر آپ ہماری معقولیت کو نہیں سمجھتے ہیں تو پھر.....

وزیر ماہی گیری - جناب والا! آپ نے جو مخصوص سوال کیا ہے میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ جناب والا! میرے دفتر والوں کو اگر.....

مولانا عبد الواسع - جناب والا! ۱۹۹۰ء کے دوران کافی غلطیاں ہیں آپ کیوں جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب اسچکر - بحث کی ضرورت نہیں آپ کوئی سیمبل منٹری سوال کریں۔ تو وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! جو ۱۵ نمبر صفحہ پر ظاہر کیا گیا ہے ۳۶۳ ملین بیان ۱۵ نمبر

۱۳
صفحہ پر ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ضمنی سوال ہے وہ اس کا جواب دیتے ہیں یا نہیں۔

وزیر ملکی گیری - جناب والا! جو فلمکشن facts ہیں، ہم وہ فلور پر لائے ہیں اور شیر جان نے جو سوال کیا ہے جاپانی گرانٹ کے سلسلہ میں وہ ایک مخصوص سوال ہے۔ اس کی تفصیل بھی ہے۔ آپ نے ایک بھول سوال کیا ہے۔ ہم نے پھر بھی اس کا جواب دیا ہے۔ اگر آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ فرمائیں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! ضمنی سوال تو میں نے کرویا ہے۔

وزیر ملکی گیری - جناب والا! ہم نے تو فرمادیا ہے ہم یہ چیزیں اسیلی کے فلور پر لائے ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا اعتراض ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! میں نے اعتراض کیا ہے آپ اس کا جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ جناب اسیکروقت صائم ہو رہا ہے۔ آپ دوسرا سوال کروالیں۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر) - جناب اسیکرما میں پاؤٹ آف آرڈر پر ہوں۔ مولانا صاحب کو چاہئے کہ اس سوال پر کوئی سیمیلیمیٹری احتیاط ہے تو وہ اس پر جائیں۔ وہ ذکر کر رہے ہیں اگلے سوال کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جب سوال آئے گا تو پھر وہ سیمیلیمیٹری کریں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! اگلے سوال سے اس کا تعلق اس وجہ سے ہے کہ جواب میں تضاد ہے۔ یہ تضاد ہم فلور پر لانا چاہتے ہیں۔

وزیر ملکی گیری - دیکھیں پہلے آپ اپنا تضاد تو ختم کریں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا! اللہ خیر کرے۔

جناب اسیکر - سوال نمبر ۲۹ جناب سید شیر جان بلوج دریافت فرمائیں۔ آپ صرف سوال نمبر ایک مرتبہ دہرائیں۔

X ۲۹ سید شیر جان بلوج - کیا وزیر ملکی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ پہنچ شش ہاربر میں گریڈ آئا کریڈ ۱۸ کے کل کس قدر ملازمین رافسران کام کر رہے ہیں انکے

نام بمعہ عمدہ بتائے جائیں اور یہ تعیناتیاں کب ہوئی ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر مالی گیری

نمبر شمار	نام بمعہ ولدیت	عمدہ بمعہ گریڈ	تاریخ تعیناتی
۱	مسٹر عبد القادر حسین بخش	ڈائریکٹر فناں	۱۹-۷-۸۶
۲	حامد شاء ملک ولد شاء اللہ ملک	اسٹنٹ انجینئر سول کے	۲۲-۱۱-۸۳
۳	خورشید احمد ولد لال بخش	خ اسٹنٹ انجینئر الیکٹریکل کے	۱۰-۶-۹۳
۴	عبدالرب نازی ولد عبدالغنى	اسٹنٹ پورٹ آفیسر کے	۱۹-۳-۸۷
۵	سلطان احمد ولد طوطا فقیر	اسٹنٹ انجینئر مکنکل کے	۳-۱-۸۹
۶	محمد اقبال ولد محمد اسماعیل	اسٹنٹ ڈائریکٹر ایڈ من کے	۲-۱۲-۸۳
۷	عطاء الرحمن ولد عبدالرحمن	اسٹنٹ پورٹ آفیسر کے	۱۱-۱-۸۷
۸	احمد جان ولد محمد علی	اسٹنٹ آپریشن آفیسر کے	۱۵-۳-۸۷
۹	مبارک علی ولد امان اللہ	اسٹنٹ ڈائریکٹر مارکٹنگ کے	۱۸-۸-۸۷
۱۰	غلام مصطفیٰ ولد واد محمد	اسٹنٹ ایڈ من آفیسر کے	۲۷-۶-۹۱
۱۱	محمد کریم ولد ولی احمد	کارگو آفیسر کے	۲۷-۶-۹۱
۱۲	عبدالرب ولد بیرون بخش	اسٹور آفیسر کے	۲۹-۶-۹۱
۱۳	محمد نعیم خان ولد رئیس الدین	پی اے نوائیم ڈی کے	۱۵-۱۰-۸۵
۱۴	ابونصر شاہ ولد ابو بکر شاہ	پرنسپل نیٹ	۲۳-۱۰-۸۷
۱۵	محمد یاسین ولد میر قاسم	انٹر ٹول آڈیٹر کے	۲۶-۲-۹۱
۱۶	مراد بخش ولد حاجی	آکاؤ نس آفیسر کے	۱-۳-۹۱
۱۷	شمشاڑ اختر ولد داد خان	مکنیکل پرووائزر کے	۲۲-۹-۹۳
۱۸	شہباز خان ولد عبد العزیز	اسٹینو گرافر کے	۱۵-۱۲-۹۰
۱۹	نور محمد ولد صوفی قادر بخش	آفس اسٹنٹ کے	۱۲-۳-۹۱

۲۳-۱-۹۳	آفس استنشت ॥	۴۰- اعجاز احمد ولد محمد حسین
۲-۱-۹۳	آفس استنشت ॥	۴۱- الطاف علی ولد رستم علی
۲۸-۱۱-۸۳	اکاؤنٹنٹ ॥	۴۲- عبد الشاکر ولد عبد الرحمن
۶-۱۲-۹۱	سیکوریٹی انپکٹر ॥	۴۳- محمد حیات ولد دوست محمد
۲۰-۳-۹۱	پرو ائزر ॥	۴۴- داد بخش ولد آدام
۲-۱-۹۳	بیڈی سی ۹	۴۵- شاہد علی ولد سبیل
۱۹-۶-۹۱	بوث ڈرائیور ۱۷	۴۶- نادر ولد الیاس
۱۰-۲-۹۱	لکنیک ۸	۴۷- شوکت علی ولد اللہ بخش
۲۸-۱۰-۹۲	سروریز ۸	۴۸- ظہور احمد ولد نبی بخش
۲-۵-۸۹	ایکٹریشن ۸	۴۹- محمد ندیم ولد محمد حلیم
۲۱-۵-۸۹	ایکٹریشن ۸	۵۰- محمد قاسم ولد چھوٹو خان
۲۹-۶-۸۶	سینز کلرک ۷	۵۱- شاہزاد ولد علق
۲۹-۶-۸۶	سینز کلرک ۷	۵۲- جیل احمد ولد دوست احمد
۱۷-۶-۸۷	سینز کلرک ۷	۵۳- منیر احمد ولد ابو بکر
۷-۶-۹۳	کرین آپریٹر ۶	۵۴- مولا بخش ولد دوشنی
۲-۳-۹۱	کیشیٹر ۶	۵۵- طارق علی ولد محمد حلیم
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۵۶- عبد الوحید ولد عبد الواحد
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۵۷- رجب علی ولد کمداد
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۵۸- محمد سعید ولد لمراد
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۵۹- جاوید اقبال ولد دوست محمد
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۶۰- منصور احمد ولد ابو بکر
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۶۱- مسلم ولد سکندر
۲۱-۵-۸۹	آپریٹر ۶	۶۲- محمد حمزہ ولد قادر واد

۲۱-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۳۳ رشید احمد ولد صالح محمد
۲۳-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۳۴ عبدالستار ولد موسیٰ
۲۶-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۳۵ محمد شریف ولد شعیب
۲-۱-۹۳	جونیر کلرک	۵	-۳۶ امیاز احمد ولد محمد اسماعیل
۲۳-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۳۷ محمد نعیم ولد مشتاق احمد
۲۱-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۳۸ ناصر علی ولد فقیر محمد
۱-۷-۸۹	جونیر کلرک	۵	-۳۹ صوالی ولد نوکدار
۱۸-۲-۹۱	جونیر کلرک	۵	-۴۰ کریم بخش ولد حسیر محمد
۱۹-۲-۹۱	اسٹور کپر	۵	-۴۱ لال ولد محمد
۲۱-۵-۸۹	پلبر	۳	-۴۲ عبدالحکیم ولد گوہر خان
۲۲-۸-۹۱	کریو	۳	-۴۳ عزیز الرحمن ولد عبدالرحمن
۱۹-۲-۹۱	ڈرائیور	۳	-۴۴ محمد یعقوب ولد محمد اسماعیل
۱۰-۲-۹۲	ڈرائیور	۳	-۴۵ عبد السلام ولد عبد الغفار
۱-۷-۸۹	سیکورٹی گارڈ	۲	-۴۶ محمد اسلام ولد مولا بخش
۱۱-۳-۹۰	سیکورٹی گارڈ	۲	-۴۷ عنایت اللہ ولد غلام سرور
۳-۵-۸۶	نائب قاصد	۲	-۴۸ عبد الرزاق ولد شاہ زمان خان
۱۰-۲-۸۵	نائب قاصد	۲	-۴۹ عبد الرؤف ولد محمد اسحاق
۱۵-۲-۸۳	نائب قاصد	۲	-۵۰ غلام نبی ولد نوشاد
۲۱-۵-۸۹	بھلوہر	۲	-۵۱ لال بخش ولد نظام الدین
۲۱-۵-۸۹	بھلوہر	۲	-۵۲ عبد المحقق ولد ادریس
۲۱-۵-۸۹	بھلوہر	۲	-۵۳ الطاف درویش ولد درویش
۲۱-۵-۸۹	بھلوہر	۲	-۵۴ الطاف قادر ولد عبد التار
۲۱-۵-۸۹	بھلوہر	۲	-۵۵ مراد بخش ولد رمضان

۲۱۔۵۔۸۹	بیہور ۲	عبد العزیز ولد وشدل	-۷۶
۱۱۔۲۔۹۰	سیکورٹی گارڈ ۱	محمد جان ولد چیر محمد	-۷۷
۲۳۔۳۔۹۰	سیکورٹی گارڈ ۱	شاہد اودلد سراج حمد	-۷۸
۳۔۶۔۹۰	سیکورٹی گارڈ ۱	عبد الغنی ولد عبد اللہ	-۷۹
۱۔۷۔۸۹	سیکورٹی گارڈ ۱	عبد الرؤف ولد خدا بخش	-۸۰
۱۱۔۳۔۹۰	سیکورٹی گارڈ ۱	محمد شفیع ولد علی محمد	-۸۱
۲۰۔۲۔۹۱	سیکورٹی گارڈ ۱	ناگمان ولد روزی	-۸۲
۱۹۔۲۔۹۱	چوکیدار ۱	ہومان ولد شاہیگ	-۸۳
۱۸۔۴۔۹۰	سیکورٹی گارڈ ۱	شیر محمد ولد محمد حسن	-۸۴
۲۲۔۲۔۹۱	چوکیدار ۱	علی اکبر ولد محمد ابراهیم	-۸۵
۱۹۔۲۔۹۱	چوکیدار ۱	غلام محمد ولد داؤر	-۸۶
۶۔۸۔۸۹	نائب قائد ۱	زمان ولد محمد بخش	-۸۷
۱۹۔۲۔۹۱	نائب قائد ۱	صابر علی ولد کیا	-۸۸
۲۱۔۲۔۹۱	نائب قائد ۱	نصیر احمد ولد صالح محمد	-۸۹
۳۱۔۱۔۹۰	نائب قائد ۱	رسول بخش ولد ابو بکر	-۹۰
۳۔۲۔۹۰	خاکروپ ۱	مدن لال ولد مونہن لال	-۹۱
۱۳۔۲۔۹۰	خاکروپ ۱	رمیش ولد مونہن	-۹۲
۳۔۲۔۹۱	خاکروپ ۱	مہنور ولد نارائن	-۹۳
۱۳۔۲۔۹۰	خاکروپ ۱	پھی زوجہ سادھو	-۹۴

فهرست برائے روزانہ اجرت ملازمین پی ایف ایچ اے پسندی

۱	طاهر علی	محاسنی	اسٹنسنٹ سیکورٹی گارڈ	۳۔۷۔۹۳
۲	بہادر علی	امجد علی	جنرلر کلرک	۳۔۷۔۹۳
۳	محمد جان	حاصل	سیکورٹی گارڈ	۱۔۷۔۹۳

۱۷-۹۳	ناسب قاصد	داود	محمد سعیم	-۴
۱-۷-۹۳	رمضان	محمد اور	-۵	
۱-۷-۹۳	مالی	محمد جان	-۶	
۱۷-۹۳	کریم بخش	قادر بخش	محمد اقبال	-۷
۱۷-۹۳	بعلو	سید نور	زاہد نور	-۸
۱۷-۹۳	ناسب قاصد	سید نور	زاہد نور	-۸
۳۰-۸-۹۲	سیکورٹی گارڈ	نامکان	محمد علی	-۹
۳۰-۸-۹۲	سیکورٹی گارڈ	دوشنبہ	محمد اللہ	-۱۰
۷-۹-۹۳	سیکورٹی گارڈ	سید محمد	عبد الرحیم	-۱۱
۱-۷-۹۳	کیرکیٹ	محمد حنفی	عبد الجید	-۱۲
۷-۹-۹۲	خاکروپ	منگے	اقبال سعی	-۱۳
۱-۹-۹۳	چوکیدار	لال بخش	اللہ بخش	-۱۴
۲۸-۱۱-۹۲	ناسب قاصد	محمد اکبر	عطاء اللہ	-۱۵
۲۵-۸-۹۲	سیکورٹی گارڈ	خدائیش	اختر محمد	-۱۶
۲۵-۱۰-۹۲	سیکورٹی گارڈ	بوری	عیدو	-۱۷
۷-۱-۹۳	کریو	واجو	اسماں	-۱۸
۱۵-۹-۹۲	چوکیدار	احمد	حاصل	-۱۹
۱۲-۹-۹۲	خاکروپ	کالو	کشن	-۲۰
۳-۲-۹۳	سیکورٹی گارڈ	بیش	ستان	-۲۱
۱-۹-۹۳	سیکورٹی گارڈ	جنگیان	دلداو	-۲۲
۲۵-۱۰-۹۲	ناسب قاصد	محمد رفیق	پاپو شزار	-۲۳
۲-۹-۹۳	سیکورٹی گارڈ	رضائی	علی جان	-۲۴
۲۳-۸-۹۳	چوکیدار	جنڈا	دوشنبہ	-۲۵

وزیر مالی گیری - جتاب والا میں لے detail تو دی ہے اگر آپ اس میں کوئی

مخفی سوال پوچھنا چاہیں؟

سید شیر جان بلوج - جناب والا جو میں نے سوال کیا ہے اس میں دشیل details بھی دی گئی ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں یہ جوبت سے نام دیئے گئے ہیں پچھلے وزیر صاحب نے نکالے تھے ان کے نام نہیں ہے پڑھنے کس وجہ سے نکالے۔ اب اس وزیر صاحب نے بھی کچھ لوگوں کو نکالا ہے ان کے بھی نام درج ہیں جو کہ فیپارٹمنٹ سے نکالے گئے ہیں۔ ان کے دوبارہ نام دیئے گئے ہیں۔ وہ نکالے گئے ہیں۔

وزیر ماہی گیری - جناب والا میں اس کا جواب دے دوں۔ ہم لوگوں نے جوان کو نکالا ہے ۹۳۔۲۸۴۲ کو ہے آپ نے جو سوال کیا ہے ۹۰۔۲۳ اور اس کا جواب جب ہم نے تیار کیا تھا اور یہاں جب اسیلی و فترمیں اس کا جواب دیا تو اس وقت یہ لوگ نکالے جا چکے تھے۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا اس سے متعلق میراد و سراسوال بھی ہے وہ بھی بعد میں آئے گا اس بارے میں میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو بھی پارٹی برسر اقتدار آتی ہے جتنے بھی لوگ آتے ہیں ان کو نکال دیتے ہیں پھر اپنے آدمیوں کو لگادیتے ہیں۔ جس طرح حسین اشرف نے خلاصی کی نوکری سے بارہ آدمیوں کو نکالا۔ جو تین چار سالوں سے وہاں نوکری پر لگے ہوئے تھے۔ لیکن پھر اس دفعہ ۱۹۷۱ء سے لگے ہوئے آدمیوں کو وزیر صاحب نے دوبارہ نکال دیا ہے۔

جناب اسپیکر - آپ کوئی خاص مخفی سوال ہے تو کریں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر) - جناب والا جس وقت حسین اشرف صاحب نے نکالے تھے اس وقت آپ بھی حسین اشرف کی پارٹی میں تھے اور مشیر تھے تو اس وقت آپ کو انہیں سمجھانا چاہئے تھا کہ ان کو نہ نکالا جائے۔ آپ پارٹی میں بھی تھے اور مشیر بھی تھے۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا میں نے اس وقت بھی چیف منسٹر کو لیٹر لکھا یہ بدنتی ہے کہ اس وقت کے چیف منسٹر نے حسین اشرف کے خلاف کچھ نہیں کیا۔

وزیر ماہی گیری - آپ ہم سے کوئی متعلقہ سوال کریں ہم آپ کو جواب دے دیں گے۔ آپ پہلے نو دی پوائنٹ to the point چیز کی وضاحت

ڈاکٹر عبد المالک (وزیر) - جناب والا میں حکومت کی ایک چیز کی وضاحت کروں اس حکومت نے اب تک پالیسی و ایز کسی بھی آدمی کو نہیں نکلا ہے کہ سابق حکومت نے جو بھرتی کئے تھے۔ البتہ یہ ہوا کہ ڈسپلینری disciplinary رول کے حوالے سے اگر کسی نے اپنے کی خلاف درخواست کی ہے تو کسی محکمہ میں اکادمیک اوقات ہوئے ہیں تو ان کو نکلا ہوا ہے لیکن پھر حکومت کے کسی آدمی کو نہیں نکلا ہے نہ پہلے ہوا ہے جو ڈسپلینری رول کے تھے جیسے ٹیکر ہے کوئی کام نہیں کر رہا ہے تو اس دینے کے باوجود نہیں کر رہا ہے تو پھر کارروائی کرنی ہوتی ہے۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا جو رول کے خلاف جا رہا ہے تو تمہیں آپ جو کارروائی کر رہے ہیں لیکن ان لوگوں کو تو نوش دیتے بغیر ۱۹۹۱ء سے کام کر رہے تھے نکلا ہے۔

وزیر ماہی گیری - آپ اس کے لئے علیحدہ سوال کریں۔ ہم جواب دے دیں گے۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ انونوی بادی ہے اس میں جو لیگل نوش وغیرہ کی بات ہے اس میں یہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ بہتر ہو گا کہ آپ ہم کو ایک نیا علیحدہ سے سوال پیش کی دیں۔ اور اس سلسلے میں ڈیتیل detail جواب دے دیں گے۔

سید شیر جان بلوج - جناب شکریہ۔ جب آپ اس پر بحث نہیں کرنے دیتے ہیں تو ہم سوال نہیں کریں گے۔

وزیر ماہی گیری - جناب والا میں اس کی تفصیل دے دیتا ہوں آپ اس کو سن لیں اس کی تفصیل یہ ہے یہ تین آدمی ہیں یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے انہوں نے اس کو بھی ہائی اسکول بنادا ہے کبھی دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی دروازے بند کر دیتے ہیں۔ کبھی ہیڈ ماسٹر کو نکالیں گے کبھی وہاں کے افسروں کو نکالیں گے پھر آپ کے خیال میں یہ بہت بڑی پراجیکٹ ہے۔

جب اس میں اس طرح کی انارکی anarchy ہو تو کیا وہ چل سکتی ہے آپ اس علاقے کے ایم پی اے کے بھیثیت ہم آپ کو خود وہاں پر آپ کو اس کامنف مقرر کیں گے آپ منف ہیں ان لوگوں نے اس کو غیر قانونی بند کیا ہے یا نہیں؟ اور چھلی ایک freshable goods انہوں نے اس کامن گیٹ بند کیا جو وہاں مال آئے ہوئے تھے وہ مارکیٹ تک نہیں بخشن رہے ہیں جب اتنی لاقانونیاں ہو رہی ہیں اگر ہم لوگوں نے وہاں کارروائی کی ہے انکو نکال دیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہم نے انکو ڈپلن کی خلاف ورزی پر کیا ہے اور انہوں نے اس ادارے کو پا مال کیا ہے جو اس میں وہاں نظم و ضبط تھا اس کو پا مال کیا ہے اور اس طرح سے اگر کچھ اور لوگ بھی کریں گے تو انشاء اللہ ہم ان کو بھی نکال دیں گے۔

سید شیر جان بلوج - وزیر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈپلن کی خلاف ورزی کی ہے میں کہتا ہوں کہ انہیں نکالا ہے۔

جناب اپیکر - آپ اس پر بحث نہ کریں اور کوئی ٹھنی سوال ہے تو کریں پہلے آپ نے کہا مطمئن ہو گئے ہیں دوبارہ آپ وزیر صاحب سے ملیں وہ آپ کو مطمئن کر دیں گے۔

سید شیر جان بلوج - شکریہ جناب والا۔

جناب اپیکر - اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر ۳۳

X ۳۳ سید شیر جان بلوج - کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مال سال ۹۷-۹۸ء کے دوران مکملہ فش ریز کو مرکز اور جالپاں کی طرف سے مال امداد ملی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس مالی تعاون سے ماہی گیروں کو کیا مدد ملی تفصیل دی جائے۔

وزیر ماہی گیری - اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سابقہ حکومت میں مکملہ ماہی گیری کو

جاپان کی طرف سے مالی سال ۹۳-۱۹۹۷ء کے دوران نہ تو کوئی امدادی ہے اور نہ ہی ماہی گیروں کو انجن اور جال میا کئے گئے تھے۔

البتہ جون ۱۹۹۷ء میں حکومت پاکستان اور حکومت جاپان کے درمیان ایک معاهدہ ہوا تھا۔ جس کے تحت محکمہ ماہی گیری کو مالی سال ۹۲-۹۳ء کے دوران ۳۷۳ ملین جاپانی یمن کی مالیت کے مندرجہ ذیل ماہی گیری کے آلات میں گے۔

- | | |
|--|---|
| ۱۔ ان بورڈ میرن انجن ہمراہ فاتو پر زہ جات
۱۰۰ عدد | ۲۔ آؤٹ بورڈ میرن انجن ہمراہ فاتو پر زہ جات
۸۰۰ عدد |
| ۳۔ فش فائٹر
۱۰ عدد | ۴۔ ورکشاپ کے آلات
ایک عدالت |
| ۵۔ جال وغیرہ
ایک عدالت | |

مندرجہ بالا اشیاء باقاعدہ ایک کمیٹی کے ذریعہ جو کہ عوامی نمائندوں، انتظامیہ، محکمہ ماہی گیری کے افران اور ماہی گیروں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ تقسیم کی جائیں گی۔ جمال تک مرکزی حکومت کی طرف سے مالی امداد ملنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء کو گواہ کے دورہ کے دوران ماہی گیروں کی بھلانکی کے لئے دو کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کیا تھا۔ جس میں ایک کروڑ کی رقم مالی سال ۹۲-۹۳ء میں محکمہ ماہی گیری کو مل گئی تھی اور بقیہ ایک کروڑ سال ۹۳-۹۴ء میں مرکزی جانب سے مل گئے تھے اور محکمہ ماہی گیری نے اس رقم سے ۳۷۳ کلوگرام جال خریدے۔ یہ جال محکمہ کے اسٹور میں دستیاب ہیں اور غنیریب غریب ماہی گیروں کو ۸۰ نیصد ریاستی قیمت پر تقسیم کئے جائیں گے۔

جناب اسپیکر - کوئی ضمی سوال ہے؟

وزیر ماہی گیری - جناب والا میں نے ان کے سوالات کے تمام دیتیں دے دیئے ہیں اور کوئی ضمی سوال ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا یہاں پر جو تفصیل دی گئی ہے مرکز سے جو ایک کروڑ کی

امدادی ہے پانچ ہزار چار سو کلوگرام جال خریدے گئے ہیں ان کے متعلق محترم وزیر صاحب تائیں ان کے جو چوگی کے لئے ان کا ہیڈ کوارٹر پہنچ تھا اس کو چوگی کے لئے کوادر میں جا کر اتارا گیا اور پھر پہنچ لایا گیا یہ تو اس سوال سے متعلق ہے۔

وزیر ماہی گیری - آپ اس تفصیل میں نہ جائیں آپ اس وقت اس پارٹی کے ممبر تھے اور پاکستان پبلنز پارٹی میں ہیں۔ چوگی کا ہو مسئلہ ہے وہ آپ کے اور حسین اشرف کے کئے پڑھوا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں سیشن جج ترتیب کو کہتا ہوں وہ اس میں انکو اڑی کریں آپ پھر یہ نہ کہیں وزیر صاحب ہمارے پیچے پڑے ہوئے ہیں میں تو خود کہتا ہوں کہ یہ قانون کے مطابق ہو جائے۔ جناب اپنے کردار میں ایسا کروں گا کہ جتنی اریکولیٹی irregularity ہوئی ہے وہاں سیشن جج مقرر کرو۔ پھر آپ سوال کریں گے ناراض ہوں گے کہ وزیر ایک طرفہ کارروائی کر رہا ہے۔ وہ آپ کے ممبر ہیں۔

سید شیر جان بلوج - یہ غلط ہے جو غلط ہو رہا تھا اس کے تدارک کیا جائے تو پھر دوسرا بھی کر لے۔

وزیر ماہی گیری - بہتر ہے سیشن جج مقرر کرتے ہیں۔
ڈاکٹر عبد الملک (وزیر) - جناب والا میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جمال تک چوگی کا تعلق ہے وہاں بھی جسموری ادا رہے ہیں ان لوگوں نے چوگی لی ہے فشرز ڈیپارٹمنٹ نے نہیں لئے ہیں باقی جتنے معاملات کے متعلق شیر جان کہتے ہیں کہ ان سب معاملات کی تحقیقات ہوئی چاہئے ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس کے لئے بہتر ہو گا کہ ہم اس کی مزید تحقیقات کر لیں تو اس میں بڑے کمپلے ہوئے ہیں آپ بھی جمال میں پڑیں گے۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا میں عرض کر رہا ہوں جو کمپلے ہوئے ہیں اگر میرے ہیں تو مجھے سزا دی جائے میں نہ نہ ان سے ایک جال حاصل کی ہے اور نہ ایجن کے لئے سفارش کی

MR KACHKOL ALI (MINISTER FOR FISHREES)
 BEING HEAD OF DEPTT I APPOINTED THE SESSION
 JUDGE MEKRAN TOINVISTGATE THE MATTER.
 SYED SHER JAN BALOCH THANK YOU SIR.

جناب اسپیکر - اگلا سوال سید شیر جان بلوچ صاحب کا ہے۔

X ۳۴ سید شیر جان بلوچ - کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے
 کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت میں جاپان نے ماہی گروں کو انجن اور جال میا کئے
 گئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ انجن اور جال کماں کماں اور کس کو ملے ہیں
 تفصیل دی جائے۔

وزیر ماہی گیری - سوال ہذا کا جواب سوال نمبر ۳۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر - کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید شیر جان بلوچ - جناب والا! جن آسمیوں کو نکالا ہے پھر میرا سوال ان کے متعلق
 ہے۔

(وزیر ماہی گیری) - اگر ہار بار آپ یہی سوال کریں گے تو میرا جواب بھی یہی ہو گا۔
 آپ ہار بار سوال نہ کریں۔

X ۳۵ سید شیر جان بلوچ - کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے
 کہ سابقہ دور حکومت کے دوران میں نفریز کو گریڈ آگریڈ ۲۷ تک کی کل کتنی آسامیاں ملی اور
 ان آسامیوں پر کم افراود کو تھیٹ کیا گیا ہے۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر ماهی گیری

نمبر شمار	نام	اکسیل	عمرہ	تاریخ تعیناتی جگہ تعیناتی
-۱	عبدالحید	B ۲	فسروز آفیسر	۲۳۔۱۲۔۹۲ اور ماڑہ
-۲	تماج محمد	B ۲	فسروز آفیسر	۲۸۔۱۰۔۹۲ ذی ایم جمالی
-۳	لال بخش	B ۹	انسپکٹر	سب آفس
-۴	عبد الواحد	B ۹	انسپکٹر	چیونی
-۵	طاهر	B ۹	انسپکٹر	پشک
-۶	محمد اشرف	B ۹	انسپکٹر	گوادر
-۷	عبد الجلیل	B ۹	انسپکٹر	گوادر
-۸	محمد نجم	B ۹	انسپکٹر	تریت
-۹	اللی وار	B ۹	انسپکٹر	گوادر
-۱۰	بیزل	B ۹	انسپکٹر	۳۱۔۵۔۹۲ اور ماڑہ
-۱۱	محمد خالد	B ۹	انسپکٹر	۳۱۔۵۔۹۲ تریت
-۱۲	بھٹو خان	B ۵	اسٹنٹ انسپکٹر	پسپنی
-۱۳	عبد القاتل	B ۱۱	اکاؤنٹنٹ	پسپنی
-۱۴	عبدالحید	B ۱۱	ڈرافٹ مین	کونہ کوڈ
-۱۵	محمد طاهر	B ۱۱	لیب اسٹنٹ	گوادر
-۱۶	واحد بخش	B ۱۱	آفس اسٹنٹ	ذی ایم جمالی
-۱۷	آسا	B ۱۰	ائینو گرافر	پسپنی
-۱۸	محمد حسین	B ۸	کو	پسپنی
-۱۹	نیک محمد	B ۸	کو	تمب
-۲۰	جعہ	B ۸	کو	پسپنی

او راڑه	۶۰-۶	B ۹	الکٹرک پروازر	عبدالجید	-۲۱
پسني	۷-۱-۶	B ۶	کینک	محمد اقبال	-۲۲
پسني	۱۳-۱-۶۳	B ۶	کینک	صدق	-۲۳
گوارد	۱۵-۸-۶	B ۶	کینک	محمد ایوب	-۲۴
پسني	۳۱-۷-۶	B ۶	کینک	عبداللطلب	-۲۵
ترت	۲۱-۷-۶	B ۵	جونیز کلرک	عبداللطیف	-۲۶
پسني	۸-۱-۶	B ۵	جونیز کلرک	بیشرا حمد	-۲۷
پسني	۱۳-۲-۶	B ۵	جونیز کلرک	عبدالرسول	-۲۸
پسني	۸-۱-۶	B ۵	جونیز کلرک	نصر علی	-۲۹
گوارد	۳-۱-۶	B ۵	جونیز کلرک	حسین علی	-۳۰
جمیونی	۲۰-۱-۶	B ۵	جونیز کلرک	رسول بخش	-۳۱
پشوک	۱۵-۹-۶	B ۵	جونیز کلرک	عبد القادر	-۳۲
سور	۱۳-۷-۶	B ۵	جونیز کلرک	محمد اسماعیل	-۳۳
ڈی ایم جمالی	۱-۱۰-۶	B ۵	جونیز کلرک	محمد قادر	-۳۴
پسني	۲۶-۷-۶۳	B ۵	جونیز کلرک	منصور علی	-۳۵
ترت	۲۳-۸-۶۳	B ۵	جونیز کلرک	عبدالجید	-۳۶
ترت	۲۱-۷-۶	B ۱	چوکیدار	عاصمی	-۳۷
ترت	۲۱-۷-۶	B ۱	چوکیدار	یوسف	-۳۸
پشوک	۱۵-۸-۶	B ۱	چوکیدار	قادر بخش	-۳۹
سور	۱۳-۷-۶	B ۱	چوکیدار	علی محمد	-۴۰
ڈی ایم جمالی	۱-۲-۶	B ۱	چوکیدار	قادر بخش	-۴۱
جب چوکی	۱-۱-۶۳	B ۱	چوکیدار	عبدین	-۴۲
ڈمب	۳۱-۱-۶	B ۱	چوکیدار	علی جان	-۴۳

۵۳	علی محمد	چوکیدار	B ।	۱۳-۳-۹۲	DM جمال
۵۴	صلح محمد	غائکوب	B ।	۹۱	ترت
۵۵	فدا	غائکوب	B ।	۲-۷-۹۱	ترت
۵۶	لہسیر احمد	غائکوب	B ।	۱۵-۸-۹۱	ترت
۵۷	عبدالستار	غائکوب	B ।	۱۵-۸-۹۱	ترت
۵۸	محمد علی	غائکوب	B ।	۱۳-۷-۹۱	سور
۵۹	لہسیر علی	پورڑ	B ।	۱۲-۹۱	پسنی
۶۰	نذر پا احمد	پورڑ	B ।	۱۲-۹۱	گوارد
۶۱	عبد الرحمن	آل مین	B ।	۱۵-۸-۹۱	اوماڑہ
۶۲	در محمد	واڑکیسر	B ।	۱۳-۷-۹۱	گوارد
۶۳	نور محمد	بھلوہ	B ।	۸-۹-۹۱	گوارد
۶۴	عبد الجید	بھلوہ	B ।	۱۳-۷-۹۱	سور
۶۵	کوچ	واڑکیسر	B ।	۸-۹-۹۱	ڈی ایم جمال
۶۶	امیر بخش	واڑکیسر	B ।	۲۱-۷-۹۱	ڈی ایم جمال

جناب اپسکر - کوئی صمنی سوال ہے؟

سید شیر جان بلوج - میں محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کچھ نام اور بھی ہیں جو خلاصی پر لگتے تھے ان کے نام اس میں نہیں آئے ہیں وہ ملکہ نے میں miss کر دیئے تھے اور جو لگتے ہوئے بھی ہیں اور تنخواہ بھی وصول کر رہے ہیں۔ ان کا نام نہیں دیا گیا ہے۔

وزیر ماہی گیری - جناب یہ آپ کے آدمی ہیں اور آپ نے لگائے ہیں زیادہ انہیں پیدا نہ کریں آپ جمال میں پھنسیں گے۔

سید شیر جان بلوج - میں نے نہیں لگائے ہیں فوریز کے جو نظر تھے انہوں نے لگائے ہیں۔

وزیر ماہی گیری - آپ کے اپنے ملتوں کے ہیں اگر آپ کہتے ہیں ان کو نکالیں لکھتے ہیں پھر اور بھرتی کریں گے۔

سید شیر جان بلوج - جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جو لوگ لگے ہیں اور تنخواہ لے رہے ہیں ان کے نام اس میں miss میں ہیں۔ نہیں ہیں۔

وزیر ماہی گیری - ابھی آپ ان کے متعلق پوچھت آؤٹ کریں میں ان کے متعلق دشیل details فراہم کروں گا۔

سید شیر جان بلوج - ہاردن ہے دوسرا ہیں خلاصی کی تو کری میں ہیں آپ کی لائچ گو چلاتے ہیں ناخدا ہیں۔

وزیر ماہی گیری - وہ تو فخرز سے تعلق رکھتے ہیں اور سوال آپ نے حاربر کے متعلق پوچھا ہے۔ فخرز کے متعلق سوال کریں۔

جناب اسپیکر - اور کوئی ضمی سوال ہے؟

سید شیر جان بلوج - جناب والا! ہم جو سوال پوچھتے ہیں وہ technical طور پر ایسا پھیرا دیتے ہیں کہ ہم خود حیران رہ جاتے ہیں آپ سے اور کیا سوال کریں۔ شکریہ۔

X ۶۶ نواب عبدالرحیم خان شاہوی - کیا وزیر ماہی گیری از براہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) سال ۹۰ تا ۹۳ ماہی گیری کے فروع کے لئے کیا کیا اقدامات کئے گئے تفصیل دی جائے۔

(ب) حالیہ سمندری طوفان سے صوبے کے ماہی گیروں کو کس قدر جانی و مالی نقصان ہوا اور حکومت نے اس کے ازالہ کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر ماہی گیری - (الف) ماہی گیری کا محمد مارچ ۱۹۹۱ء میں معرض وجود میں آیا، یہ شعبہ ملک کو سالا ۳۰ فیصد سے زائد زر مبارلہ فراہم کر رہا ہے۔ جس میں سے بلوجستان کا حصہ

خاطر خواہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ۸۰ فیصد سندھی ماہی گیری کا علاقہ صوبہ بلوچستان میں واقع ہے۔ تاہم اس ساحلی پٹی کے تقریباً لاکھ سے زائد افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ شعبہ ماہی گیری کی صنعت سے مسلک ابھی تک قدم اور فرسودہ روائی طریقے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان کے ساحلی حوالہ کو ماہی گیری کے موقع میسر شجور کہ صوبہ سندھ کی صنعت ماہی گیر کو میسر ہے۔ لہذا حکومت ماہی گیری نے وجود میں آتے ہی تیزی سے ماہی گیروں کے فوری مسائل کو حل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

۱۔ حکومت بلوچستان نے محکمہ ماہی گیری کی ترقی و بہبود کے لئے پہلی بار سال ۱۹۹۱ء کے دوران خصوصی ترجیحی پروگرام کے تحت دو کروڑ روپے مختص کئے جس سے محکمہ نے تقریباً ۹۰ کے قریب چھوٹے انجمن ماہی گیروں میں ۸۰ فیصد رعایتی داموں میں فراہم کئے۔

۲۔ تین ستمبر ۱۹۹۱ء کو وزیر اعظم پاکستان نے گوار کا درہ کیا تھا اور وہاں پر وزیر اعظم کو ماہی گیروں کی ہاگفہ بہ حالت بیان کی گئی اور وزیر اعظم نے ماہی گیروں کی بہتری کے لئے دو کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا جس میں سے ایک کروڑ روپے سال ۱۹۹۱ء میں میسا کر دیا گیا تھا جب کہ بقایا ایک کروڑ بھی وزیر اعظم نے سال ۱۹۹۲ء میں حکومت بلوچستان کو ادا کروا ہے۔ جو کہ محکمہ ماہی گیری کو فراہم کر دیا گیا ہے۔

محکمہ ماہی گیری نے پہلے میسا کئے گئے ایک کروڑ سے ماہی گیروں کے لئے ۸۰ فیصد رعایتی داموں پر ۴۵ ہزار کلوگرام مچھلی پکوئے کے جال میسا کئے ہیں۔ جب کہ بقیہ رقم سے بھی ۵۳ ہزار کلوگرام جال خریدے گئے ہیں اور جو کہ ماہی گیروں میں جلد تقسیم کئے جائیں گے یاد رہے کہ ایک کشتی میں کم از کم ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ کلوگرام تک جال استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ چونکہ شعبہ ماہی گیری پر اس سے پہلے کوئی خاص توجہ دی گئی حتیٰ کہ مرکزی حکومت کے پروگرام میں بھی ماہی گیری کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔ صرف سال ۱۹۹۲ء میں محکمہ کی کارڈ شوں سے مرکزی حکومت نے بلوچستان کے ”شعبہ ماہی گیری“ کے لئے مبلغ ایک کروڑ ۸۳ لاکھ روپے کی رقم ”پیداواری صلاحیت کو بڑھانے“ کے پروگرام کے تحت منظور کروائی اور اس رقم سے سنتے داموں ۳۳ بڑے اور ۸۸ چھوٹے انجمن ماہی گیروں کو میسا کئے جا رہے ہیں۔

مندرجہ بالا اقدامات کے پیش نظر محکمہ ماہی گیری کی پیداواری صلاحیت خاطر خواہ بڑھ گئی ہے اور مستقبل میں اس کے خوش آئند اثرات مرتب ہوں گے۔
(ب) حالیہ سمندری طوفان سے درج ذیل جانی والی نقصان ہوا۔

جانی نقصان

۱۔ گذانی کی ایک لائچ (۶) ماہی گیروں سمیت ذوب گئی۔ جس میں سے (۲) ماہی گیروں کو بچالیا گیا جب کہ بقیہ یہ ماہی گیروں ذوب کئے۔

۲۔ اسی طرح پہنی سب ذوب ہن میں علاقہ کمیر موضع کرلا کی ایک عدد لائچ بعده گیارہ (۱۰) ماہی گیروں کے لاپتہ ہے۔ اس ٹھن میں مرکزی حکومت نے پڑوی ملک سے رجوع کیا ہے لیکن ابھی تک لاپتہ ہونے والے ماہی گیروں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

مالی نقصان

مالی نقصانات میں درج بالا دو لانچوں کے علاوہ کئی انجمن، جال اور چھوٹی کشتیاں بھی مختلف ساحلی علاقوں میں سمندری طوفان سے غرق ہوئے۔ جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اوڑمارہ	۳۰،۰۰۰
۲۔ پہنی	۵،۰۰۰
۳۔ گوادر	۵،۰۰۰
۴۔ جیونی	۳،۰۰۰
۵۔ گذانی، پنگول	۱۰،۰۰۰
کل تخمینہ	۵۹،۰۰۰

محکمہ ساحلی ترقی و ماہی گیری نے درج ذیل نقصانات کی تفصیلات مورخ ۹۳۔ ۸۔ ۲۹ کو اعلیٰ حکام کو پہنچ دی ہیں۔ تاکہ حکومت کوئی بروقت اقدام کر سکے۔
اس کے علاوہ گورنر بلوجستان، وزیر اعلیٰ بلوجستان اور متعلقہ اعلیٰ حکام نے بھی آفت زدہ علاقہ کا دورہ کیا۔ وزیر اعلیٰ بلوجستان نے اپنے دورہ کے دوران ۳۰ لاکھ روپے کی فوری امداد کا اعلان کیا

اور وزیر ماہی گیری کی سربراہی میں ایک سمجھی تحقیل دی جو کہ صحیح نقصان کا اندازہ کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

مزید بڑاں جناب گورنر بلوچستان، وزیر اعلیٰ بلوچستان اور کمشنر مکران نے اپنے اپنے دوروں کے دوران مصیبتوں زدہ خاندانوں کی فوری مالی امداد بھی کی۔

بیرونی وزیر ماہی گیری اپنے دورے کے دوران لائپڑ ہونے والے ماہی گیروں کے خاندانوں کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کے لئے فرداً فرداً ان کے گمراہی گئے اور یقین دلایا کہ حکومت فوری طور پر ان کے نقصانات کا ازالہ کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر - کوئی ضمنی سوال ہے؟

وزیر ماہی گیری - میں نے ڈیمیل اس کی پہلے بھی دی ہے بحث بھی ہو چکی ہے۔

جناب اسپیکر - اس میں تو لکھا ہے جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

وزیر ماہی گیری - نہیں ہم نے جواب دیا ہے نہیں پر رکھے ہیں۔

نواب عبدالرحیم شاہوی - جواب جو پہلے دن دیا ہے اس میں لکھا ہے جواب موصول نہیں ہوا ہے اور آج جواب دیا ہے۔

وزیر ماہی گیری - اگر آپ روشن پر صیص ہاردن پہلے سوال دیتا ہو تو آپ دیکھیں کہ آپ نے کب سوال دیا ہے پھر بھی ہم نے اس کا جواب دیا ہے۔

نواب عبدالرحیم شاہوی - جناب والا اکل کے جو ہمچہ papers ہیں جواب اس میں نہیں دیا ہے۔

وزیر ماہی گیری - کل تو اس کے جواب دیئے ہیں جو ضمنی سوال ہمارے ملکے کے ہوئے ہیں ان کے بھی جواب دیئے ہیں۔ وقت ہو تو اسی لئے جواب دیا ہے۔

نواب عبدالرحیم شاہوی - وقت تو ضرور گئے گا آپ کو اس کا بھی پہلے جواب دیا ہائے حق۔

وزیر ماہی گیری - میں اس کے متعلق بھی ملک سے تفصیل پوچھ لون گے۔
رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر - رخصت کی درخواستیں اگر ہوں تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی) - جناب عبدالقہار خان و دا ان سرکاری دورے پر خاران چاہے ہیں۔ اس نے انہوں نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی - سردار شاء اللہ زہری صاحب سرکاری دورے پر کونکے باہر گئے ہیں اس نے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی - ملک محمد سرور خان کا کڑ صاحب ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہیں اس نے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی - میر غان محمد جمالی صاحب وزیر خواراک ملاج کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں اس نے انہوں نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب اسپیکر - ڈاکٹر سردار محمد حسین صاحب تحریک التوائے نمبر ۲۴ پیش کریں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں آپ کے ذریعے وزیر تعلیم کی توجہ انجینئرنگ کالج خضدار کی طرف والا چاہتا ہوں اور اس سے معزز اراکین اسمبلی کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ عرصہ قبل انجینئرنگ کالج خضدار کے پہلے نے سیف فائننسنگ کی بنیاد پر ۳۰ سینیٹوں کے لئے چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے امیدواروں سے درخواستیں طلب کیں اور اب داخلہ جو دیا جا رہا ہے وہ تقریباً دوسرے صوبوں کے ہیں۔ مگر دوسرے صوبہ کے انجینئرنگ کالجوں، یونیورسٹوں میں جیسا کہ سندھ کی یونیورسٹی نے اپنے صوبے کے لئے ۲۰ سینیٹ مختص کی ہیں جس کا اخباری ثبوت مسلک ہے اس سے بلوچستان کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے۔ لہذا انترو یو سینسل کر کے بلوچستان کے لئے سینیٹ مختص کر کے درخواستیں طلب کی جائیں اس سے عوام میں بے چینی پیدا نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر - تحریک التوا جو پیش کی گئی یہ ہے کہ میں آپ کے ذریعے وزیر تعلیم کی توجہ انجینئرنگ کالج خضدار کی طرف والا چاہتا ہوں اور اس سے معزز اراکین اسمبلی کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ عرصہ قبل انجینئرنگ کالج خضدار کے پہلے نے سیف فائننسنگ کی بنیاد پر ۳۰ سینیٹوں کے لئے چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے امیدواروں سے درخواستیں طلب کیں اور اب داخلہ جو دیا جا رہا ہے وہ تقریباً دوسرے صوبوں کے ہیں۔ مگر دوسرے صوبہ کے انجینئرنگ کالجوں، یونیورسٹوں میں جیسا کہ سندھ کی یونیورسٹی نے اپنے صوبے کے لئے ۲۰ سینیٹ مختص کی ہیں جس کا اخباری ثبوت مسلک ہے اس سے بلوچستان کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے۔ لہذا انترو یو سینسل کر کے بلوچستان کے لئے سینیٹ مختص کر کے درخواستیں طلب کی جائیں اس سے عوام میں بے چینی پیدا نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر - ڈاکٹر صاحب آپ اس کی ایڈمیزیبلی پر کچھ کہیں گے۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے اخباری لٹنگ بھی اپنی تحریک التوا کی حمایت میں مسلک کی ہے سندھ انجینئرنگ کالج کی بھی اخباری کنشنگ مسلک ہے۔ وہاں پر جتنی بھی انجینئرنگ سینیٹیں ہیں انہوں نے اس کی کپیشن competition صرف اپنے صوبے میں کی ہے ان کو باہر کے صوبوں کے لئے کپیشن میں نہیں لائے ہیں لہذا میری تحریک التوا

یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کو پتہ ہے بلوچستان کتنا بیک وڈے ہے بلوچستان کے حوالے سے اور اس صوبے کے حوالے سے ہمیں چاہئے کہ یہ کمیشن صرف بلوچستان تک ہی محدود کریں اگر ہم اس کو ملک کی سطح پر لا کیں گے تو ہمارے صوبے کے طباء کی حق تلفی ہو گی۔ لہذا میری وزیر تعلیم سے گزارش ہو گی جو ابھی اشتو یوز ہوئے ہیں ان کو پوسٹ پون postpone کریں اور دوبارہ کمیشن صرف بلوچستان کے اندر ہی ہو۔ اس سے ہمارے صوبے کا بہت نقصان ہو گا اور ہماری بہت حق تلفی ہو گی۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر تعلیم) - جناب اسیکر! میں اس کے متعلق کچھ منید وضاحت کروں جیسا کہ میرے معزز دوست نے کہا ہے کہ انجینئرنگ کالج کی جانب سے اخباروں میں سیف فائننسنگ اسکیم شروع کی گئی تھی باقی یونیورسٹیوں کو دیکھتے ہوئے ہمارا جو انجینئرنگ کالج ہے بد قسمی سے اب تک وہ باقاعدہ فیڈرل حکومت نے فائل ڈپارٹمنٹ نے اس کو ریگولرائز regularize نہیں کیا ہے اور تمام سلسلہ جو سات آٹھ سال سے چلا آ رہا ہے وہ ایڈھاک ازم adhicism پر چلا آ رہا تھا اور درمیان میں کیریکٹر حکومت care taker govt کے زمانے میں جب فیڈرل حکومت نے کہا کہ ہم اس کے لئے پیسے نہیں دے سکتے ہیں تو درمیان پر اس اسکیم کو شروع کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور اس وقت انجینئرنگ کالج کا سالانہ جو خرچ ہے وہ کوئی پونے دو کوڑ روپے کے قریب ہے اور اس اسکیم سے ہمیں اڑتا ہیں لاکھ روپے مل سکتے ہیں اس پر بڑی گفت و شدید ہوئی اور پھر ہم نے یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کو اپروج Approach کیا اس سے پہلے کیریکٹر حکومت کے دوران اس کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ بنیادی مسئلہ تھا کہ خصداً انجینئرنگ کالج کے اخراجات کو ہم کسی نہ کسی طرح سے فیڈرل حکومت کے ذریعے سے ہی ریگولرائز regularize کروائیں کیونکہ بلوچستان حکومت فائل کی کمی کی وجہ سے اس کے اخراجات نہیں دے سکی۔ باقی جماں تک اس تحکیم کا تعلق ہے اب تک کوئی اشتو یوز نہیں ہوئے البتہ درخواستیں ان لوگوں نے دے دیں ہیں اور اب تک ہم نے یہ فیصلہ نہیں کیا ہے کہ ہم نے ملک کے لئے بلوچستان حکومت نے فیصلہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کا جو بورڈ آف گورنر ز تھا وہ ہم تک پہنچے ہیں کیونکہ یہ فیڈرل حکومت کا پروجیکٹ تھا تو اس میں جو فیڈرل حکومت کے جو پروپوزل proposals تھیں اور اس سے

متعلق ایک سری اب ہم چیف فشر کو بیچ رہے ہیں اس کے بعد اب یقیناً میں اپنے اس معزز
ایوان میں بیٹھے تمام اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم حتیٰ اوس بلوچستان کے رائٹس rights
کی خالصت مکمل کریں گے۔ اور جو بھی فیصلہ چیف فشر کریں گے اور انہوں کیش ڈیپارٹمنٹ اپنی
پروپریتی بیجے گا یہ ابھی تک فائل نہیں ہوا ہے کہ یہ سلیمان ہم ان کو دے رہے ہیں ہمارے پاس
تمام بلوچستان کے لوگوں کے ہی کافیات ہیں۔ تو قارم بھی جمع کئے ہیں۔ باقی صوبوں کے طباء کے
بھی کافیات ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب میں اپنے معزز دوست سے گزارش کرتا ہوں اور معزز
رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک پر زور نہ دیں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب کی بات تو میں نے سن لی ہے
اور میں بہت خوش ہوا ہوں لیکن میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو کہیا ہوا
مقرر کیا ہے اس میں کچھ نمبر مخصوص کے ہیں فرست ڈویشن یا سینڈ ڈویشن۔ اس
حوالے سے اگر اوپن کمیشن criteria open competition ہوا تو بلوچستان کے لوگ نہیں
آسکتے ہیں تو میری وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش ہے جیسا کہ وزیر تعلیم نے تو اپنا موقف بتا دیا
ہے لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ اگر صوبائی یوں کی بات ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب سے حل کیا جائے اور
اگر نہیں مرکز کی بات ہے تو اس کو التواء میں رکھ کر جو فیصلے ہو رہے ہیں اس کو التواء میں رکھا
جائے۔

جناب اسپیکر - آپ اس پر مزید بحث نہ کریں۔ آپ یہ تائیں کہ اپنی تحریک پر زور
دیتے ہیں یا نہیں۔ پھر میں رونگ دوں گا۔ آپ یہ تائیں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - میں ان کی ذاتی دلچسپی سے مطمئن ہوں۔

جناب اسپیکر - حرك اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے ہیں۔

غیر سرکاری کارروائی

جناب اسپیکر - مولانا عبدالباری قرارداد نمبر اپیش کریں۔

مولانا عبد الباری - جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ کے رمگر صوبائی علیحدہ چاند کی طرح لونپھستان صوبائی اسمبلی سکریٹریٹ کے لئے بھی یعنی کامالانہ کو مدھل کھلا جائے۔

جناب اسپیکر - قرارداد ہوئیں کی تھی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ کے دمگر صوبائی علیحدہ چاند کی طرح لونپھستان صوبائی اسمبلی سکریٹریٹ کے لئے بھی یعنی کامالانہ کو مدھل کیا جائے۔

جناب اسپیکر - مولانا صاحب جو قرارداد آپ نے پیش کی ہے اس کی کوئی خالصہ نہیں ہے۔ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر - جناب محمد صادق عمرانی قرارداد نمبر چار پیش کریں۔

سید شیر جان بلوج - جناب اسپیکر صادق صاحب اسلام آباد میں ہیں۔ انہوں نے مجھے فون پر اطلاع دی ہے کہ میرا قرارداد آپ بحث کے لئے ایوان میں پیش کریں۔ اگر اجازت ہو؟

جناب اسپیکر - شیر جان صاحب اگر آپ کے پاس تحریری اجازت موجود ہے تو آپ پیش کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سید شیر جان بلوج - جناب اسپیکر تحریری طور پر میرے پاس کچھ موجود نہیں۔

جناب اسپیکر - پھر آپ قرارداد پیش نہیں کر سکتے۔

اگلی قرارداد نمبر ۸ سردار محمد اختر مینگل پیش کریں۔

سردار محمد اختر مینگل - جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے درخواست کرے کہ

چونکہ افغان مهاجرین کی موجودگی سے ہمارے ملک کی اقتصادیات پر بھاری بوجہ ہے اور ہمارے ملک کی اقتصادیات اس کی متحمل نہیں ہو سکتی لہذا افغان مهاجرین کی ہمایت و اپسی کی لئے فوری اقدامات کے جائیں۔

جناب اسپیکر - قرارداد وہ بیش کی گلی ہے کہ ہم ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ولائی حکومت سے درخواست کرے کہ چونکہ افغان مهاجرین کی موجودگی سے ہمارے ملک کی اقتصادیات پر بھاری بوجہ ہے اور ہمارے ملک کی اقتصادیات اس کی متحمل نہیں ہو سکتی لہذا افغان مهاجرین کی ہمایت و اپسی کے لئے فوری اقدامات کے جائیں۔

جناب اسپیکر - جی سردار اختر مینگل صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل - جناب اسپیکر جب اپریل ۱۹۷۸ء میں افغانستان میں تبدیلی آئی اس تبدیلی کے خلاف ایک مراحتی تحریک شروع ہوئی جس کے نتیجے میں ۱۹۷۹ء میں افغان مهاجرین کی ایک بہت بڑی کمپپاکستان آنا شروع ہوئی۔ چند سالوں کے بعد پاکستانی حکومت کے احذاد و شمار کے مطابق ان کی تعداد ۳ ملین کے لگ بھگ شماری کی جاتی ہے اور یہ پاکستان کے مختلف علاقوں اور صوبوں کے لحاظ سے این دبیلو ایف پی N.W.F.P اور بلوچستان میں آباد ہوئے۔ انکے لئے ان دونوں صوبوں میں کمپپ کھولے گئے۔ تاکہ ان کو کمپپوں تک محدود رکھا جاسکیں۔ مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ مغربی مالک نے بھی حتی الواسع امدادے کر ان کی وہ تمام بنیادی ضورتیں پوری کیں۔ اس وقت اسلام کا درود رکھنے والا امریکہ نے انہیں کافی امداد میا کی۔ صوبہ سرحد میں ان کو کمپپوں تک محدود کیا گیا تھا۔ اکاڈ کاشاید کمپپوں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے لیکن اکثریت کمپپوں تک محدود تھی۔ لیکن یہی پابندی اس وقت کی نااہل بلوچستان حکومت اس پر عائد نہ کر سکی جس کے نتیجے میں ان حضرات نے شروں گلیوں کا رخ اختیار کیا۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) - جناب اسپیکر معزز رکن نے نااہل کا لفظ استعمال کیا۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو اکارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب اسپیکر - جناب اس کا موجودہ حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ سابقہ دور

حکومت کی بات کر رہے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل - جناب میں آپ کی حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ سابقہ دور حکومت جس میں شاید آپ شامل نہیں تھے۔

قاائد ایوان - میرے خیال میں مینگل صاحب آپ اس وقت ثریڑی پرستھ پر تھے؟

سردار محمد اختر مینگل - بھی نہیں۔ یہ ڈائیٹریٹ کے زمانے کی بات ہے۔ تو میں ان کے لئے نااہل کا لفظ استعمال نہ کروں تو کیا لفظ استعمال کروں؟ میں پھر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ جب افغان مهاجرین شروع، قصبوں کا رخ کیا تو یہاں کے کاروبار پر قابض ہو گئے۔ ٹرانسپورٹ پر وہ اس طرح چھا گئے کہ مقامی لوگ جو صدیوں سے اپنا پیٹ ٹرانسپورٹ کے ذریعے پالتے تھے وہ اس سے محروم ہو گئے۔ شروع میں ناجائز تجاوزات میں اتنا اضافہ ہو گیا جس سے شروع میں رہنے والوں کا جینا مشکل ہو گیا۔ وہ سوتیں جو بلوچستان کے مقامی باشندوں کو میر نہیں تھیں افغان مهاجرین کو آسانی سے ایک سازش کے تحت وہ سوتیں میا کی گئیں۔ وقت کے ساتھ ان کے ضرورتوں میں اضافہ ہو گیا۔ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ان لوگوں نے مختلف جرائم کا سارا لیا۔ کاشکوف کلچر، ہیروئن کا کاروبار اور مختلف قسم کی منشیات کی بدولت بلوچستان میں پھیلتے گئے اور ملک کے دیگر حصوں میں بھی پھیل گئے۔ اور ہمارے نوجوان اس کی پیٹ میں آتے گئے اور انہی کی وجہ سے مختلف جرائم میں اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ان پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی جسی تھی۔ اسی کا لے دھن کی بدولت سے وہ اس ملک میں بڑے سرمایہ دار بن گئے۔ بڑی بڑی جائیدادوں کے مالک بن گئے اور بڑے بڑے زمینداروں میں آج ان حضرات کا شمار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ وہ سوتیں جو یہاں کے مقامی باشندوں کو مشکل سے ملتی تھیں مثلاً شناختی کارڈ حاصل کرنے کے لئے بلوچستان کے مقامی افراد تین تین چار چار دن تک شناختی کارڈ کے دفتر کے سامنے لائیں لگا کر کھڑے رہتے ہیں۔ ان کو یہ سولت میر نہیں مگر نہ جانے ان افغان مهاجرین کی کوئی طاقت ہے یا کون ان کی پشت پناہی کرتا ہے کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر انہیں شناختی کارڈ جاری کی جاتی ہے اور دو ڈسٹرکٹوں میں ان کے نام اندر راج کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم ۱۹۸۴ء کی مردم شماری پر اور آج کی آبادی پر نظر کھیلیں تو کافی حد تک دیسے تو پاکستان کا سالانہ

پیدائش شرح ۲۰۲ ہے لیکن جو لیگر ہمیں ملی ہیں ۱۹۸۱ء میں کونہ ڈسٹرکٹ کی آبادی تین لاکھ اکاڑی
ہزار پانچ سو چھیسٹھ (۵۶۵۸۳) تھی۔ لیکن ۱۹۹۱ء میں کونہ کارپوریشن کی آبادی نولاکھ تک
پہنچ ہے تو میرے خیال میں صوبائی وزیر پاپولیشن طارق کھمتوان صاحب اس کانوٹس لیں گے اور
اپنے ڈسپارٹمنٹ کو حرکت میں لا سیس گے کہ ۲۰۲ آبادی کا تناسب ہے یہاں پر بلوچستان کی آبادی
ایک اضلاع کی آبادی ۷۰۲ تک جا پہنچ ہے۔ اگر یہ افغان مهاجرین کا کرشہ نہیں تو خدارا
پاپولیشن میں کیس ایسا نہ ہو کہ ہم جنین کا ریکارڈ توڑ دیں۔ جناب اسٹیکر میری اس ایوان سے
درخواست ہے کہ کیونکہ ہم بلوچستانی ہونے کے ناطے اس کا نفع نقصان ہم سب کا نفع نقصان ہے۔
ہمیں عوام نے اس ایوان میں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم اس تمام نفع و نقصان پر نظر رکھیں جس سے
ہمارا مستقبل خطرے میں ہے۔ لہذا میں اس ایوان سے وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہو
کہ صوبائی اسمبلی کی اس قرارداد کے حوالے سے ہمازی رائے مرکزی حکومت کو پیش کی جائے
تاکہ وہ افغان مهاجرین کی باعزت طریقے سے واپسی کے لئے اقدامات کریں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) - جناب اسٹیکر صاحب، واقعی سردار صاحب نے
جس ٹاپک کو چھیڑا یہ بست حساس بھی ہے اور چیچیدہ بھی۔ اس کے سیاسی، تاریخی، جغرافیائی اور
 مختلف پلو ہیں یہ ہماری بدقتی ہے کہ جس زمین پر انگریز نے قبصہ کیا زبردستی اور ایک قوم کو
تقسیم کیا اس کے آدھے خاندان ایک جگہ اور آدھے خاندان دوسرے جگہ صدی سے زیادہ ہو گیا
رہ رہے ہیں۔ آدمی زمین ایک جگہ اور آدمی زمین دوسری جگہ ابھی تک موجود ہے اور جن
لوگوں نے انگریز کی پالیسی کی تائید نہیں کی ان کو زبردستی سے دھکیل کا بارہ پار کر دیا بہر حال مجبوری
تھی تکلیف تھی وہ لوگ وہاں پر ایجاد جست ہو گئے اور ہم لوگ یہاں پر ایجاد جست ہو گئے جس طرح
رہ رہے ہیں وہ آپ کو پتہ ہے اس میں ہم زیادہ تفصیل سے جانا نہیں چاہتے کہ جو امور رہ رہے ہیں
ان کو ابھی تک نہ نام ملا ہے نہ حق ملا ہے نہ زمین کا نام ملا ہے یہ ایک حساس سوال ہے اس پر ہم
جانا نہیں چاہتے یہ بست حساس سوال ہے اگر آج بھی اس حساب پر بیٹھ جائیں کہ جس زمین کا ایک
نام تھا جو ایک قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک حصہ بلوچستان کے نام سے اور ایک حصہ صوبہ
سرحد کے نام سے ایک حصہ قبائل کے نام سے آج تک اس ملک میں رہ رہے ہیں کیا یہ لوگ اس
کا حق نہیں رکھتے ہیں کہ بلوچ کے لئے اپنا نام سندھی کے لئے اپنا نام هنجابی کے لئے اپنا صرف واحد

ہم لوگ گناہ گاریں ابھی تک بھی نام سے کبھی دوسرے نام سے کوئی تیرے نام سے لپارتا ہے۔

جناب اسپیکر - جو افغان مهاجرین کا مسئلہ ہے اس پر آپ بات کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) - یہ چونکہ تاریخ کا تسلیم ہے بہر حال وہ جیسیں اپنی جگہ ہے وہ بہت حساس ہے وہ ابھی پڑی ہوئی ہے ہمارے اسلامی میں آئے کامبیادی مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم دونوں کروں کے لئے آتے ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس ایوان میں بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر حقیقت پسندانہ طریقے سے ہم اس صوبے میں مسائل آگے لے جائے تو یہ مسئلہ ابھی تک پڑا ہوا ہے۔ ہم چانتے ہیں کہ ہم سب بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر حقیقت پسندی پر اس کا مسئلہ حل کریں۔ جہاں تک افغان مهاجرین کا مسئلہ ہے وہ اسی تسلیم کی ایک کڑی ہے۔ بد بختی یہ ہے کہ یوں معلوم ہو رہا ہے کہ تاریخ کا پہیہ واپس پہچھے کی طرف جا رہا ہے آج سے ایک دو صدی پلے جو واقعات ہو گئے تھے وہ واقعات اپنے اصل جگہ پر واپس جا رہے ہیں۔ تمام دنیا کے تین حصے کو دیکھ کر اسی طرح تاریخ کا یہ صفحہ ان پر بھی آگیا ہے کہ یہ ملک بھی ثبوت پھوٹ کا فکار ہو گیا اور اس ثبوت پھوٹ میں کتنے طاقتور کا ہاتھ تھا آپ لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ان کے کیا مقاصد تھے ان کے بھی مقاصد تھے جو آج آپ کابل میں دیکھ رہے ہیں کہ کامل خون میں لست پت ہو رہا ہے کوئی حال پر سان نہیں ہے ہزاروں لاکھوں انسان جس میں بیوائیں، بچے، زخمی، دربدراپناہ کے لئے پھر رہے ہیں اچھے اچھے خاندان بہترن خاندان بہترن لوگ دربدرا رہ گئے ہیں جن کا آج کوئی پر سان حال نہیں ہے پلے جب جگ شروع ہوئی کس مقصد کے لئے شروع ہوئی یہاں تک کہ یہاں سے پہلے بھیجے جاتے تھے اور یہاں سے زبردستی یہاں پر لوگوں کو لاایا جاتا تھا اس کی اپنی مقصدیت تھی وہ مقصدیت اس میں کامیاب ہوئی اور افغانستان اس حالت سے گزر رہا ہے کہ انسان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ بد بختی یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسا مرکز رہا ہے آپ مهاجرستان کہہ سکتے ہیں انڈیا سے کروڑوں لوگ آگئے آباد ہو گئے ان کو حصہ مل گیا ان کو نام مل گیا ہمیں اعتراض نہیں ہے بھائی ہیں آگئے ٹھیک ہے ہم ایڈجسٹ کر لیا ایران کے انقلاب میں لاکھوں لوگ آگئے یہاں پر ابھی تک رہ رہے ہیں عراق کے انقلاب میں لاکھوں لوگ آگئے یہاں پر ایڈجسٹ ہو کر رہ رہے ہیں

چین کے انقلاب میں لداخت اور سکم سے لوگ آکر کے ابھی تک رہ رہے ہیں انہیا سے کشمیر سے دنیا کے جس حصے سے بھی جتنے لوگ آکر ابھی تک پاکستان میں رہ رہے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے ان کے متعلق ہم نے کیا کیا ہے کیا نہیں کیا ہے بحال افغانستان کام سلسلہ چونکہ مختلف ہے اب بھی جن لوگوں کو یہ ڈر رہے کہ یہ لوگ یہاں پر آباد ہوں گے میں ان کے مل سے یہ ڈر نکالنا چاہتا ہوں کہ افغانستان میں اب بھی اتنے ذراائع ہیں کہ اس کو آپ دس سال حکومت دے دیں جو پارلی properly چلا لے تو مجھے بھی اور آپ کو بھی شاید وہاں جانا پڑے اتنے روزگار میں گے اتنے پولیشل ہے وہاں کے لوگوں یہاں پر کیا کریں گے بلکہ ہم لوگ بھی نوکری کے لئے کارخانے کے لئے آبادی کے لئے وہاں کارخ کریں گے جس پروزگاری کے ساتھ ہم آج ہیں جو دس پندرہ ہزار لوگ ہر سال میدان روزگار میں داخل ہو رہے ہیں اور ہمارے پاس پانچ نو کیاں ہیں ایک فیکٹری نہیں ہے ایک جگہ بھی نہیں ہے کہ جہاں پر ان لوگوں کو روزگار دے سکیں کوئی ریڈی ہی کے پیچھے بھاگتا ہے کوئی گردھا گاڑی کے پیچھے بھاگتا ہے اپنے بچوں کے لئے کچھ کھاتا ہے ہماری گورنمنٹ بھاگتا ہے اف پاکستان کی اقتصادی حالت بلکہ شاید سیاسی حالت اس قابل نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کو روزگار دے سکیں تو بجائے اس کے کہ آپ کے خیال میں وہ لوگ اوہ آباد ہوں گے بلکہ یہاں کے لوگ روزگار کے ملاش میں اس طرف کے رخ کریں گے جب حالات معمول پر آ جائیں یہ یقینی بات ہے مستقبل آ رہا ہے انشاء اللہ میری یہ بات آپ دیکھ لیں گے اور آپ اس کے گواہ رہیں گے جہاں تک کہ آپ اس کو اس کا خوف ہے کہ وہ یہاں پر آکر آبادی اور تناسب میں تبدیلی کریں گے یہ کوئی مسئلہ ہے نہیں اس میں ہو سکتا ہے کہ چار پانچ پرسنٹ ایک اوہ لوگ ہوں کہ یہاں پر وہ رہے ہیں مساوائے چند لوگوں کے جیسا کہ سردار صاحب نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ہبھاں سو آدمی اس طرح ہوں جنہوں نے وہاں سے سرمایہ منتقل کر کے یورپ میں بھی انہوں نے امریکہ میں بھی جمع کی ہے جو منی میں بھی ہیں تمام دنیا میں انہوں نے روزگار شروع کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ بلوجہستان، پاکستان میں بھی کچھ لوگوں نے روزگار شروع کیا ہواں کام مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ یہاں پر آکر اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جب بھی حالات ٹھیک ہو جائیں گے ان لوگوں نے اوہ جانما ہے بلکہ یہاں کے ہزاروں لوگ روزگار کے لئے وہاں جائیں گے تو اس لئے اب وہ جس حالت میں یعنی جس کمپرسی کی حالت میں یہاں پر آ رہے ہیں۔ یہ ہمارا اسلامی اخلاقی اور سیاسی فرض ہے کہ

ہم ان لوگوں کو ہللو^{shelter} دے دیں۔ پناہ دے دیں اور جہاں تک یہ مسئلہ کہ ہم ان کو کس طرح پناہ دیں یہ ایک انتظامی مسئلہ ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ لوگوں کو اپنے کیپوں میں رکھیں وہاں پر ان کی ہوجو ضوریات ہیں وہ مسیا کریں اب آپ کس طرح ہم اس کو تو کچھ سے تاصریں کہ کامل سے لے کر شاید تقدیم کی ہاری بھی آرہی ہے اور خدا نے کرے شاید پانچ دس دن کے بعد اس کی بھی ہاری آرہی ہے کہ آپ کے پاس آپ اسے چاہیں یادہ چاہیں ہزاروں لوگ آپ کے ہاؤز پر آدمکیں گے اس میں کچھ زندگی ہوں گے کچھ قیدی ہوں گے کچھ کیا ہوں گے کچھ کیا ہوں گے۔ آخر ہمارا بھی کوئی فرض نہ تھا ہے ہماری بھی ڈیونٹی بنتی ہے کہ ہم ان لوگوں کے لئے کیپ بنائیں اور لوگوں کو کوئی آسرادے دیں۔

ایک چیز جو ہم نے اشارت کی ہے سیاسی طور پر ہے اب ہمیں ان کی ذمہ داری لئی چاہئے یہ ایک سیاسی بات ہے جس کو تخلیق گزرا ہے گورنمنٹ نے جو پالیسیاں بنائی ہیں اور جس ایریا کو ڈسرب کرنا تھا جس ایریا کو خراب کرنا تھا وہ انجام تک ہنچ پھی ہے کہ اب ان کو یہ بار بھی برداشت کرنا ہو گا کہ لاکھوں اور ہزاروں افغان مهاجرین جو اس ہاؤز پر آئیں گے ہم استدعا کریں گے اس حکومت سے اور مرکزی حکومت سے بھی استدعا کریں گے کہ ہاؤز کو کھول دیں اور سب لوگوں کو اپنے علیحدہ علیحدہ کیپوں میں آباد کرے ان کو وہاں پر آباد کریں اور جہاں تک ان کا مسئلہ ہے کہ آپ ہاؤز کو بند کریں اور ان لوگوں کو ادھر لے جائیں میرے خیال میں یہ کوئی مجیب بات ہو گی کہ وہاں پر جگ خون لوٹ مارنہ گندم کا درک ہے نہ آئے کی درک ہے کسی چیز کا درک نہیں ہے آپ ان لوگوں پر ^{ذمہ اٹھا کر ان کو وہاں واپس بھیجنے} گے تو یہ میرے خیال میں ہماری اخلاقی، انسانی اور سیاسی اس سائیڈ سے دور کی چیزیں ہیں جہاں تک یہ بات ہے کہ افغان مهاجرین کو ہم اس کو کندوال کرنے ہیں وہ تو اپنی جگہ کہ کندوال تھے یا نہیں یہ دوسرا سیاسی مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر - ڈاکٹر صاحب آپ سات منٹ بات کرچکے ہیں تین منٹ آپ کے باقی

ہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان - جی مہماں کریں۔ ہم آپ کو اس ہاؤس کے توسط سے مرکزی حکومت سے استدعا کریں گے کہ تمام ہاؤز کھول دیں۔ افغانستان سے جتنے بھی کسپروں کی حالت

میں لوگ آرہے ہیں ان کی مدد کریں اور جہاں تک یہ افغانستان کے معاملات سمثال settle ہو جائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تو وہ یہاں سے ہزاروں لوگ چلے جائیں گے اس سے آپ بالکل نہ ڈریں انشاء اللہ کوئی ایسی بات نہیں ہو گی اور فی الحال یہ پوزیشن نہیں ہے کہ ابھی آپ ان کو ڈنڈا اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس سلطنت میں بہت مجبوری کی ہاتھیں ہیں بعض سیاسی اور بعض حالات اس طرح آگئے ہیں کہ وہ غریب سرچھانے کے لئے کہیں بھی آتیں گے۔ اب بوسنیا سے بھی آرہے ہیں۔ تمام دنیا سے آرہے ہیں یہ لوگ بھی آئے ہیں جب حالات سیٹ ہو جائیں حالات سیٹ ہونے کے بعد اگر وہ لوگ ادھر رہ گئے تو پھر یہ بات ہاکل نمیک ہے کہ ان کو جانا چاہئے لیکن آپ کی یہ بات نہیں ابھی آپ لوگوں نے ان کو رسیجو receive کرنا ہے ان کی مدد کرنا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر - واکٹر سردار محمد حسین۔

واکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر سردار اختر صاحب نے بھی اس امر کی روضاحت کر دی ہے اور جناب واکٹر کلیم اللہ صاحب نے بھی جہاں تک بات مهاجرین کی ہے مهاجرین کے لئے ہماری گزارشات یہ ہے کہ اس سے پہلے جو حکومت کی پالیسی تھی مرکزی پالیسی یہ تھی کہ مهاجرین ایک علاقے سے ایک ملک سے مانگریٹ ہو کر دوسرے ملک میں حالات کے تقاضے سے اگر مانگریٹ کرے۔ اس کے لئے مرکز کی پالیسی یہ تھی کہ وہ مانگریٹ کر کے ایک طریقے سے وہ یہاں رہے۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ جہاں تک مهاجرین کا مسئلہ ہے وہ ہمارے بلوچستان کا علاقائی مسئلہ ہے۔ جیسے سردار صاحب کہ وہ لوکل سرٹیکیٹ حاصل کر رہے ہیں سردار بلوچستان کا علاقائی مسئلہ ہے کہ وہ شاخختی کارڈ حاصل کر رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ صوبہ سندھ صاحب نے بتایا ہے کہ وہ شاخختی کارڈ حاصل کر رہے ہیں تو این ایریا میں رہیں۔ وہ ایک علاقے تک محدود رہیں ان کے لئے صرف ارن ایریا ہے کہ وہ ارن ایریا میں رہیں۔ وہ روں ایریا تک نہیں آ سکتے ہیں۔ ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ مهاجرین ہیں ان کے ساتھ ظلم ہوا ہے ہم بھی ظالم کے خلاف ہیں یہ ہماری حکومت کی بھی پالیسی ہے کہ ظالم کے خلاف مظلوم کے لئے جتنا بھی ہو سکے ہم لوگ ان کی حق رسائی کے لئے کوشش کریں گے لیکن مظلوم کا مقصد یہ نہیں ہے مظلوم خود آکر کسی کا حق چھینے کسی پر آکر قابض ہو جائے۔ ہم لوگ بھی یہ کہتے ہیں ان کو

ایک لمح تک رہنا چاہئے جب تک مرکزی کی پالیسی یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں واپس جائیں تو وہ بھی مرکزی کی پالیسی ہے ہمارے صوبے کا معاملہ نہیں ہے۔ ہم لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان لوگوں نے یہاں لوگ سریشیکیت۔ شانختی کارڈ اور ذرگ لائینس بنوائے ہیں میں اپنی بات کرتا ہوں میں چافی میں جب میڈیکل آفسر تھا چافی ضلع میں چافی دفع میں میں آپ کو اور اس ایوان کو ایمانداری سے کہ رہا ہوں اور چنیخ سے تحریری طور پر کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر تمہیں چالیس میڈیکل اسٹور ہیں۔ گردی جگل میں انسوں نے میڈیکل اسٹور کھولے ہوئے ہیں اور علاج کر رہے ہیں۔ حالانکہ میڈیکل اسٹور کا مسئلہ صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے۔ صوبائی محکمہ صحت کا مسئلہ ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسوں نے لائینس حاصل کئے ہوئے ہیں اور علاج معالجہ کر رہے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ ادھر رہیں ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ادھر رہیں کہ بھائی مرکزوں نے ان کو نکالتا چاہتے ہیں تو واپس ان کو جانا چاہئے مرکز رکھنا چاہے تو ان کو رہنا چاہئے لیکن اپنی لمحت میں اور اپنے دائرے میں رہیں۔ ہم آج ایوان میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ ایک ایسی پالیسی ہو اور مرکز کے حوالے سے اس کی وضاحت ہو۔

سردار محمد اختر مینگل - جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑے اچھے انداز میں افغان مهاجرین کے دفاع میں بات کی ہے۔

جناب اسپیکر - آپ میں مٹ پسلے تقریر کر چکے ہیں اب دس مٹ ہاتی ہیں دس مٹ آپ تقریر کر سکتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل - آپ اس قرارداد کو منظور کر لیں ہم تقریر بھی نہیں کریں گے۔ میں آپ منظور کرتے ہیں تو پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ بڑے اچھے انداز میں ان کے دفاع میں کما گیا ہے ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ ہمیں کس کا ذر ہے ڈاکٹر صاحب کی انفارمیشن کے لئے کسی کا ہمیں ذر نہیں ہے نہ اپنی ذات کا ذر ہے ہمیں اگر ذر ہے اس سرزی میں پر آباد اس قوم کا ذر ہے کہ کہیں ہمارا وہ حال نہ ہو جائے جو آج کل فلسطینیوں کا ہے وہ حال جس کی نشاندہی کی جا رہی ہے جو حالات پیدا کئے جا رہے ہیں ہمیں اس کا ذر ہے تو ڈاکٹر صاحب ہماری یہ نظرت نہیں ہے کہ ہم ان کو ذر نہ کے ذر یعنی..... ہم نے تو ہاعزت طریقے سے کہا ہے آپ شاید ذر نہ اور ہاعزت میں

فرق نہیں کرتے ہیں ہم نے تو کہا ہے کہ ان کو باعزت طریقے سے ان کے ملک میں بھیجا جائے جیسا کہ آپ نے وہاں جنگ کا حوالہ دیا ہے تو جنگ صرف کامل میں ہے۔ پھر بعد میں پختہ نہیں ہے کہ کہاں تک پھیلتی ہے یہ اندازہ شاید آپ کو ہو آپ کا رابطہ بھی ان کے ساتھ ہو سکتا ہے جنگ کامل میں ہے اور ہمارہ ہم بلوچستان کے کھولیں۔ حالانکہ مرکزی حکومت نے جو آرڈر جاری کئے ہیں کہ موبہ سرحد اور بلوچستان کے پارڈر بند کئے جائیں۔ ہماری انفارمیشن کے مطابق صوف روڈ پر وہ چین chain بند کی گئی ہے۔ آس پاس سے لوگ بھی بھی اسی تعداد میں آ رہے ہیں کوئی ہمارہ ہماہوٹ سے دور نہیں ہے آپ جا کر وہاں رکھیں۔ روزانہ تقریباً چار سو پانچ سو افغان مهاجرین یہاں آ رہے ہیں ایران بھی ایک اسلامی ملک ہے اس کو بھی اسلام کا اتنا درود ہے جتنا کہ پاکستان کو ہے۔ وہاں سے ان کی واپسی کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں لیکن وہ مهاجرین بھی ایران کو افغانستان نہیں جا رہے ہیں ایران سے پاکستان آ رہے ہیں۔ (مدائلت)

عبداللہ جان پاپت (وزیر) - یہ جناب والا ایران کے مسئلے کو یہاں لارہے ہیں یہاں پر تو ایران سے بھی لوگ آ رہے ہیں۔ (شور)

جناب اپیکر - آپ تشریف رکھیں بعد میں پھر آپ اپنی تقریر کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (شور)

سردار محمد اختر مینگل - ایرانیوں کا مسئلہ۔ ایرانیوں کا مسئلہ ہے۔ ہم ان پر بات کریں گے تو جناب اپیکر واکثر صاحب کہہ رہے ہیں اسلامی اور سیاسی اس میں اسلامی بھی ہے کچھ یا صرف سیاسی ہے تو ہمارہ جو بند کئے گئے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ہماری یہ گزارش ہے کہ صحیح طریقے سے اس کی مگرافی کی جائے آیا مرکزی حکومت سے جو حکم نامہ جاری ہوا ہے اس پر عمل در آمد بھی ہو رہا ہے یا نہیں؟

مولانا عبد الباری - بسم اللہ الرحمن الرحيم

جناب اپیکر یہ تو ملیحہ بات ہے کہ ۱۹۷۸ء میں افغانستان کے مسلمانوں کو یہاں پاکستان میں کیوں لا یا کیا کہ وہاں جمصوری حکومت قائم تھی یا فوجی حکومت ظلم یا جرحتیا نہیں تھا۔ یہ تو ایک ملیحہ مسئلہ ہے اور ابھی کابل میں جو حالات رو نہ ہوئے ہیں یہ انکا آئینہ کا مسئلہ ہے اغیار یا پورپ

یا امریکہ کی سازش ہے یہ تو علیحدہ سائل ہیں۔ میرے خیال میں مختصرات اتنی ہے کہ ۱۹۹۳ء میں اقوام متحدہ نے یہ فیصلہ کر لیا جس میں ایران، پاکستان اور افغانستان کے نمائندے بھی بیٹھے تھے کہ حالات سازگار ہونے کے ساتھ انتقال مهاجرین ہو گا۔ یہ اقوام متحدہ کا فیصلہ پڑا ہوا ہے جس میں افغانستان، پاکستان اور ایران بھی شریک تھے کہ حالات سازگار ہوتے ہی انتقال مهاجرین ہو گا۔

جناب اسٹیکر - سید شیرجان۔

سید شیرجان بلوچ - جناب اسٹیکر اس قرار داویں جو کہا گیا ہے اور جو یہاں پیش ہے اور مهاجرین کا یہاں ہارڈر پاس کر کے آئے کے متعلق کہا گیا ہے اور ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے کہا کہ پورے طور پر اس کو کھول دیا جائے آکہ مهاجرین بھائی یہاں پر آجائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ۲۸ء میں جو زبردستی بلوجہستان میں لائے گئے ہیں ان کی وجہ سے ہمارے بلوجہستان میں کیا حالات رو نما ہوئے ہیں اور انسوں نے کیا حالات بھاکھے ہیں؟ یہاں ہیروئن، 'جس' المون ہڈیہاں پر تو ہیروئن کی فیکٹری بھی قائم ہونے لگی اور ہمارے لوگ ہیروئن، 'جس' کلا شکوف وغیرہ سے بالکل ناہلد تھے جو جانتے بھی نہ تھے کہ کلا شکوف کیا چیز ہے راکٹ لاسپر کیا ہے یا دیگر جو انسان دشمن اسلحہ جات ہیں وہ کیا ہیں اور ان سے تو ہم بھی ناواقف تھے لیکن جب مارشل لاء کے دور میں یہ لوگ یہاں آئے تو ہمارے علاقے میں لوث مار، دہشت گردی جس طرح کے حالات کئے ہیں اور جیسا کہ ہمارے محترم محمد اختر مینگل صاحب نے بھی کہا ہے اسی طرح یہ بلوجہستان میں شروع ہوا ہے اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں ہماری گاڑیاں چلی گئی ہیں مرکز میں اس کے متعلق تحریک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ لوگ والپیں آگئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جو جہاد اس وقت کی حکومت کے خلاف تھا اس وقت تو کہتے تھے کہ یہ کیونست ہے لا دین کے خلاف جنگ ہے اس وجہ سے تو سارے اس کی مکمل حمایت کر رہے تھے یورپی گماںک سے لے کر ہم تک سارے اس کو پسورٹ کر رہے تھے اب وہاں پر تو یہ انداز ہی نہیں ہے حکومت تبدیل ہو چکی ہے۔ فیصلے اسلام آباد میں ہو چکے ہیں لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ ایک نیا جہاد شروع ہو چکا ہے جو مسلمان کے ہاتھوں مسلمان مر رہا ہے میں اس کے بارے میں گزارش کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی افغان

مهاجرین ہمارے ملک میں آگر بندوقوں اور راکٹ لائپنڈروں کا جو رخ ہے وہ ہماری طرف موڑ دیں اور اس جہاد کو اس طرف لا کر شروع کر دیں اور جب مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان مر رہا ہے اسی طرح یہاں بھی ایسا ہی ہولناک اس قرارداد کی اس حد تک تو پر زور حمایت کرتا ہوں کہ اس کو قبول کر لیا جائے۔ جب وہاں جنگ نہیں ہے اور بارہ رپ جو شری آباد ہے اس سے دور رکھا جائے اور ان کا داخلہ شہروں میں بند کر دیا جائے۔

جناب اسپیکر - نواب عبدالرحیم شاہوی

نواب عبدالرحیم شاہوی - جناب اسپیکر، قرارداد پر بحث ہوئی ہے اور اس قرار داد پر بہت سی باتیں ہوئی ہیں اور جو باتیں ہوئی ہیں وہ اس کی روشن کے بالکل بر عکس ہوئی ہیں کیونکہ جس نیک نیت سے اور شرعی پوائنٹ پر یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔ اور اس کو کوئی سیاسی رنگ دے دیا گیا ہے ایسی بات نہیں ہے ڈاکٹر صاحب یا بابت صاحب یا جو حضرات اس کے متعلق فرمائے ہیں وہ یہاں رہتے ہیں وہ ہماری بھائی ہیں وہ ہمارے بلوچستانی ہیں وہ اور ہم صدیوں سے رہ رہے ہیں۔ افغان مهاجرین سے بھی ہمدردی ہے اور نمائیت ہمدردی ہے۔ جو کچھ ہوا ہے یا ہورہا ہے اس کی نسبت ہمیں بہت افسوس ہے لیکن اس قرارداد کی بارے میں جو سردار اختر مینگل صاحب نے بات کی ہے وہ بالکل حقیقت پر بنی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے یہاں پر منشیات لائی گئی جس کی ڈاکٹر صاحب نے خود وضاحت کی ہے یہاں پر جیسا کہ کہا گیا ہے کچھ بھی نہیں ہے مزدوریاں بھی نہیں ہے جب اس فریب صوبے میں امن سارے لوگ آگر جمع ہو جائیں تو پسلے سے یہ بھوکے لوگ ہیں یہ کہاں جائیں دراصل بات تو صرف یہاں تک تھی اس کو خواہ خواہ ایک سیاسی رنگ دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے نہ ہم افغانستان کے مهاجرین کے خلاف ہیں نہ ہم ان کے دشمن ہیں وہ اصل میں ہمارے بھائی ہیں ان کا ہمیں افسوس ہے ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے بہت زیادتی ہوئی ہے اور جو کچھ ہورہا ہے وہ بھی اچھی بات نہیں ہے بہر حال ہے یہ کہ اس کو وہ رنگ نہ دیا جائے سردار اختر مینگل صاحب کی قرارداد حقیقت پر بنی ہے اس کو منظور کیا جائے میری اس بارے میں پر زور سفارش ہے کہ اسے منظور کریں۔

جناب اپنیکر - مسٹر عبید اللہ بابت

مسٹر عبید اللہ بابت (وزیر) - جناب اپنیکر میں بھی سردار صاحب کی قرارداد کے متعلق کچھ بولنا چاہتا ہوں جناب اپنیکر صاحب! جب افغانستان میں ثور انقلاب واقع ہوا ہے تو اس انقلاب کے نتیجے میں وہاں کے بیرونی طاقتیں نے افغانستان میں جو مداخلت کی ہے تو یہاں پر آج وہ اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں جو پہلے بھی افغانستان کے حق میں اور افغانستان کے انقلاب کے حق میں وہ لوگ بولتے تھے! جب وہاں افغانستان کا اندر بونی مسئلہ تھا وہ اس مسئلے پر بھی بست سے لوگ اڑانداز ہوئے اس میں خاص کر ایک یہاں کی جماعت جمیعت العلماء۔ جنہوں نے باقاعدہ مداخلت کی ہے اور یہاں پر لوگوں میں باقاعدہ فتویٰ جاری کئے ہیں کہ یہاں تک کہا کہ افغانستان میں کفر ہے اسلام کی جنگ ہے۔ وہاں پر لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا گیا۔

جناب اپنیکر - محترم اس قرارداد کے جو متعلق نکات ہیں اس پر بات کریں تو اچھا ہے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

مسٹر عبید اللہ بابت (وزیر) - جناب والا یہی بات کر رہا ہوں تو جناب والا جمیعت العلماء نے وہاں لوگوں کو اپنی ضرورت کے مطابق منتقل کیا اس میں جمیعت العلماء اسلام نے کام کیا (مداخلت)

مولانا عبدالباری - (پرانگٹ آف آرڈر) جناب اپنیکر اگر وہ اسمبلی کے قواعد کے مطابق بات کریں جیسا کہ آپ نے روکنگ دی ہے وہ اس کی پابندی کریں افغان کے انقلاب کی بات نہ کریں۔

مسٹر عبید اللہ بابت (وزیر) - تو پھر جناب اس کے نتیجے میں یہاں لوگ آنا شروع ہوئے جب لوگ یہاں آئے تو وہ مهاجرین کے ساتھ خود بھی کھڑے تھے پھر ان کیسپوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو روز گار دیا گیا یہاں تک کہ لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ یہ کمپ ہمارے علاقے میں بنیں۔ قائم ہوں۔ جب یہ کمپ بن رہے تھے تو باقاعدہ یہ کمپ لوگ اپنے علاقوں میں منتقل کر رہے تھے اور اس میں اس وقت بھی ہم نے سب سے زیادہ مخالفت کی تھی کہ

لوگوں کو یہاں نہیں آنا چاہئے اور جو افغانستان کی حالت ہے آج کامل جل رہا ہے کامل میں گھر گھر میں لڑائی ہے کسی کے وہاں عزت محفوظ نہیں ہے آج دعوے دار تھے اسلام کے۔ جو پسلے بھائی چارہ کے دعوے دار تھے جو کہتے تھے کہ ہم افغانستان میں امن لائیں گے آج جب افغانستان میں لا قانونیت ہے افغانستان میں کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے افغانستان میں کسی کا گھر محفوظ نہیں ہے آج وہ لوگ بے سروسامان گھر چوڑ کر بھاگ رہے ہیں تو آج یہ انسانی مسئلہ بھی ہے اور یہ مسئلہ آج کا نہیں ہے۔ ہمارے اور افغانستان کے درمیان آج کا مسئلہ نہیں ہے ہمارا افغانستان کے ساتھ تعلق ہے اور افغانستان کا شہری وہ ہمارا ماموں ہے وہاں میرے عزیز ہیں میرے رشتہ دار ہیں جو آج بھی قدمہار میں رہ رہے ہیں آج میرے گھر کے لوگ قدمہار میں ہے کامل میں ہیں۔ وہ افغانستان میں ہیں وہ آج اپنے بھائیوں کے پاس آئے ہوئے ہیں اپنے افغان بھائیوں کے پاس آئے ہیں اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس آئے ہیں افغانستان میں آج وہاں کیسپ کہاں نہیں۔ جناب والا جلال آباد جمال پر روئی نہیں جمال پر کچھ نہیں ہے جمال لا قانونیت ہے اور یہ میں بولدک جمال کے مسجدوں کی چھتوں کو انہوں نے اکھڑ دیا ہے آج یہ میں بولدک میں ایسے حالات میں لوگ کہاں رہیں قدمہار میں زندگی میں محفوظ نہیں ہے جیسا کہ سردار صاحب نے کہا ہے جیسا کہ سردار محمد حسین نے کہا ہے کہ یہ کیب ہزاروں کی تعداد میں وہاں کھٹی ہوئی ہیں۔ یہاں پر چور تو آج بھی ہیں چوریاں کرتے ہیں گاڑیاں لے جاتے ہیں چور تو دسرے ہیں آج جب ایک شریف شری جس کی وہاں عزت محفوظ نہیں ہے اب وہاں پر افغانستان میں ان کے لئے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو جناب اسیکر صاحب ہم آپ کے توسط سے اپیل کرتے ہیں مینگل صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ وہاں پر نہ کسی کی عزت محفوظ ہے تو وہ لوگ ایک شریف شری کی حیثیت سے یہاں آتے ہیں۔ لوگ مختلف اقوام کے آرہے ہیں صرف افغانستان سے نہیں آرہے ہیں دسرے علاقوں سے بھی لوگ آرہے ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس مسئلہ کو ایسے نہ لیں اس مسئلے کو ہم ایسے کیوں نہیں لیں جب دوسروں کے نام نہیں لے رہے ہیں اگر آپ ہم کو مجبور کرتے ہیں کیا اب ایران سے لوگ نہیں آرہے ہیں دوسری جگہ سے لوگ نہیں آرہے ہیں جو یہاں پر بس رہے ہیں ان کی شناختی کا رد بن رہے ہیں بلکہ وہ یہاں پر پارلیمنٹ میں جا رہے ہیں پارلیمنٹ کے دعوے دار ہیں ابھی ریکی جو ہے وہ کمال کا ہے وہ پارلیمنٹ کے لئے نہیں جا رہا ہے؟ تو لوگ یہاں پر آرہے ہیں ان۔

کے باقاعدہ یہاں پر شناختی کارڈین رہے ہیں وہ کہہ رہا ہے ہماری نیشنلٹی یہاں کی ہے اب جب کہ افغانستان میں امن نہیں ہے افغانستان میں قانون نہیں ہے کامل میں لاوائی ہے یہ لاوائی بھی ہمارے ساتھیوں نے کرائی ہے تو یہ دے دے کر جمیعت العلماء نے ان کا آرگنائز کر کے کام کیا ہے اب جب کہ جمیعت اس چیز کی خود مخالفت بھی کر رہی ہے اور جمیعت کے ہاتھوں سے تو یہ آگ لگی ہے وہ آگ کو خود مٹھڈا کریں جمیعت کے لوگ وہاں پر جائیں اور یہ آگ مٹھڈی کریں۔ میرانی۔

جناب اسپیکر - میں معزز ارکین اسیبلی سے درخواست کروں گا کہ جو قرارداد ہے اور جو نکتہ ہے اگر اس پر بحث کریں بحث برائے بحث نہ کریں اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں نہ کریں تو ملکوں ہوں گا۔

مولانا عبد الواسع - بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ (مولانا صاحب نے عربی میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائی)

جناب اسپیکر ایوان میں جو بحث جل رہی ہے یا جو بات ہو رہی ہے سردار اختر مینگل کی قرارداد پر میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سردار اختر مینگل صاحب اگر اپنی قرارداد اس حد تک اور اس ترمیم کے ساتھ محدود رکھیں کہ افغان مهاجرین میں عصمت کی جو ملیشیا ہے جو ہمارے ساتھیوں کے کمپوں میں رہتے ہیں اور جس ملیشیا کی وجہ سے ہمارے بلوجختان کے حالات خراب ہیں۔ ہمیونک بھی وہ لارہے ہیں۔ یہ بدانی بھی وہ چھیلا رہے ہیں۔ اس ترمیم کے ساتھ اگر وہ اپنی قرارداد محدود رکھیں تو ہم اس قرارداد کی حمایت کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے ایک ساتھی نے اسیبلی قلوپر یہ بات کہیں اور ہماری جماعت کا نام لیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم آج بھی اسی نکتہ اور اسی موقف پر کھڑے ہیں ہمیں ہمارے موقف سے کوئی ہٹانیس سکتا ہے۔ لیکن میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کل آپ لوگ افغان بھجوڑے کہہ رہے تھے۔ آپ لوگوں نے کہا مجبور کر دیا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ انہیں نہیں لکھانا چاہئے۔ آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتا ہے اگر یہ بات ہے تو یہ ہمارا موقف ہے۔ یہ ہماری جماعت کا موقف ہے آپ سے امریکہ یہ نہ گلوایا۔ یہ جو سفر انقلاب کا نعرو جو آپ لگا رہے تھے یہ آپ لوگوں سے امریکہ نے گلوایا میں

بابت صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنی پارٹی میں نچلے طبقے کے آدمی ہیں۔ آپ اپنے بیوی سے پوچھ لیں کہ کیا اب بھی وہ سخ انقلاب کا نعروںگار ہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وہ یہ نعروں ہیں لگا رہے ہیں۔ میں ان کو یہ مشورہ دینا ہوں۔ آپ یہ نعروں مت لگائیں۔ اگر آپ نے یہ نعروں لگایا یا اسمبلی فلور پر اور پھر آپ جناب روڈ کے دفترچلے گئے تو شاید آپ کو پارٹی سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ امریکہ نے مجبور کر دیا۔

جناب اسپیکر - مولانا صاحب آپ کسی غیر ملک کا اور جو ہماری قارن پالیسی ہے اس سے اپنی تقریر کو مقاصد نہ کریں تو میرانی ہو گی۔

مولانا عبد الواسع - جناب اسپیکر! افغان مهاجرین کے وہاں کے حالات خراب ہیں۔ وہاں لوگوں پر مظالم ہو رہے ہیں۔ ہم ان کی اس وقت تک منتقلی کے حق میں نہیں ہیں جب تک وہاں حالات ساز گارنے ہو جائیں۔ ان کی باعزت طور پر منتقلی ہونا چاہئے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اختر صاحب کی قرارداد میں یہ ترمیم شامل ہو جائے کہ عصمت ملیشیا کے جو لوگ ہیں جو بد امنی پھیلا رہے ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے کیپوں میں ہیں جو پختون خواہ کے کیپوں میں ہیں۔ اگر وہ انسیں کالانا چاہتے ہیں تو پھر میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ (باہمی گفتگو)

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی (وزیر آپاٹشی) - جناب اسپیکر! معزز ارکین اسمبلی۔ قرار داد انتہائی حساس اور انتہائی سیاسی نوعیت کی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں بست احتیاط سے اس معاملے میں چلا چاہئے۔ جہاں تک ہمارے بلوچستان کا تعلق ہے یہاں پر جو قومیں بلوچ اور پشتون آباد ہیں۔ ہماری تاریخ کا تعلق اس قرار داد سے ہے اور ہماری بست ساری باتوں کا تعلق ہے۔ لوگ بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ افغان اس وقت تکلیف میں ہیں مسیبتوں میں ہے اور وہ زندگی کے اس دشوار راستوں سے گزر رہے ہیں جس کا بعض اوقات انسان تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ جناب والا! میں اپنے بلوچ ارکین اسمبلی کے نوش میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی تاریخ کو کیسے بھول گئے یہ بات آپ کیسے بھول گئے جب افغانستان کے لوگوں پر کوئی تکلیف آئی اور یہ روایت رہی ہے کہ وہاں کے لوگ بھرت کر کے وہاں کے بھائی یہاں ہمارے بلوچ اور پشتون بھائیوں کے پاس آئے اور ہم سے امداد مانگی ہے اور ہم سے یہ امداد ہوئی ہے اور ہم سے ایکل کی

ہے کہ ہم ان کی امداد کریں۔ اور ایکسکٹنیلی^{۵۲} exactly یعنی صورت حال کہ جب یہاں پر تکلیف آئی ہے یہاں کے لوگ قندھار اور کابل گئے ہیں اور وہاں پر ان لوگوں نے وہاں کے لوگوں سے باقاعدہ امداد مانگی ہے۔ آپ شہزادہ عبدالکریم کی بات کو کیوں بھول گئے۔ یہ تو بت عرصہ کی بات نہیں ہے۔ ان کی پارٹی کے ساتھ جو لوگ گئے تھے کس لئے قندھار گئے تھے۔ ان کو کیا تکلیف تھی جناب والا! یہ ہمارا تاریخی تسلسل ہے۔ اگر وہاں پر کوئی تکلیف آئی ہے تو وہاں کے لوگ یہاں آتے ہیں اور ہمارے اوپر جب یہ تکلیف آتی ہے تو ہمارے لوگ وہاں جاتے ہیں اس وقت تو الفوس تو اس چیز کا ہے محکم کا سفارش کرنا کیا ہے کہ اس اسلامی کے ذریعے اپنی مرکزی گورنمنٹ سے کہا ہے کہ ہم ان سے یہ سفارش کریں کہ افغان مهاجرین کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ یا امزید افغان مهاجرین کو یہاں پر آئے کی اجازت نہ دی جائے۔ وہ بقول کے آپ کس سے سفارش کر رہے ہیں وہ جیسے کسی نے کہا ہے کہ ”ایں ہمہ آورہ تو است۔ اے ہاد صبا ایں ہمہ آورہ متواست انہی کی وجہ سے تو یہ ساری برپا رہی ہے۔ اختر عبدالرحمن کے وہ الفاظ آپ بھول گئے ہیں۔“ *Ab جب کابل ہماری خارجہ پالیسی کی بنیاد ہو اور Kabul should Burn* ” اب جب کابل ہماری خارجہ پالیسی کی بنیاد ہو اور بنیادی نکتہ ہو تو آپ اس سے اپیل کر رہے ہیں کہ آپ افغانستان کے اسپورٹر ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کاسیاں تسلسل ثوث گیا ہے۔ آپ غلط آدمیوں سے اپیل کر رہے ہیں۔ دراصل افغانستان کی اس تکلیف میں اور اس سارے معاملے میں اس میں بت سے ممالک شامل ہیں۔ مولانا صاحب یہ زیادتی کر رہے ہیں جو وہ امریکہ کی بات کر رہے ہیں۔ بلکہ مولانا صاحب اور امریکہ نے مل کر افغانستان میں یہ حالات پیدا کئے ہیں۔ اگر اس میں مولانا اور امریکہ شامل ہیں تو اس میں سعودی عرب پاکستان اور ایران اور اس سب ممالک کا باقاعدہ ان معاملات میں ہاتھ ہے۔ اب یہ سلسلہ یہاں تک اس نوعیت تک پہنچتی ہے۔ جیسا کہ جناب اپنے سرکار آپ کہتے ہیں کہ جماں تک تحریک قرارداد کی بات ہے strict to the content We should میں اس کی ڈیتیل detail میں جانا نہیں چاہتا ہوں بات تو بت گھصیر ہے۔ جناب والا! جماں تک مهاجرین کا تعلق ہے مهاجرین جو یہاں پر آئے ہوئے ہیں افغانستان سے کبھی بات تو یہ ہے وہ نہ آپ کا رزق کھارہ ہے ہیں نہ ہمارا رزق کھارہ ہے ہیں اور نہ وہ کسی اور کا رزق کھارہ ہے ہیں۔ وہ خود یہاں اپنی محنت مزدوروی کر رہے ہیں۔ یہاں پر محنت کر رہے ہیں۔ میں آج بھی صحیح وزیر اعلیٰ

صاحب سے یہ بات کر رہا تھا وہ خود یہاں اپنی محنت مزدوری کر رہے ہیں یہاں پر محنت کر رہے ہیں اگر یہ افغان مهاجر ہمارے علاقے میں نہ ہوتے تو اس وقت ہمارے روزانہ ڈیلی ویجعز daily wages ستراس کے لگ بھگ جا رہے ہیں سارے بلوجستان میں یہی اندازہ ہے اگر یہ افغانستان کے مهاجر نہ ہوتے تو یہاں پر ڈیلی ویجعز daily wages ڈیڑھ سو اور دو سو چلتے ہیں اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں وہ جو پیسے تھے وہ تو مولانا صاحب ان امریکہ اور آجہت Egypt کے پیسے تھے یا سعودی عرب کے پیسے تھے وہ تو مولانا صاحب ان کے بجھ میں چلے گئے ہیں وہ کھائے ہیں اسلام آباد میں کوئی ٹھیک خریدی گئی ہیں جمال تک غریب مهاجرین کا تعلق ہے وہ تو محنت مزدوری سے اپنا ہبھٹ پال رہے ہیں اس ہمارے میں میں یہ عرض کرتا ہوں قلات میں جتنی بھی زرعی لیبر ہے وہ یہاں افغان مهاجرین وہاں اپنی مزدوری کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں زرعی لیبر ہے اس پر وہ محنت مزدوری کر رہے ہیں کس کا نہیں کھا رہے ہیں اور وہ کوئی ان کو کوئی امداد دے رہا ہے پاکستان نے بھی ان کی امداد بند کی ہے جو وہ تموز ابست گندم کھی وغیرہ ان کو متاثرا ہو بھی ان کو نہیں مل رہا ہے اس وقت کوئی ایکٹریشنل ادارہ یا کوئی اور ادارہ افغان مهاجرین کی کوئی وسیع پونشیشنلی سچ potentially rich ملک ہے وہاں پر بہت زیادہ پونشیشنل ہے وہ اس لحاظ سے بہت امیر ملک ہے۔ لیکن اب وہاں پر دربداری ہے جنگ ہے قتل و غارت ہے اور میں کتنا ہوں اس میں ہمارے مولانا صاحب ان کا اس میں کافی حد تک ہاتھ ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ غزا کر رہا ہے وہاں پر جماد ہے اب جب کہ وہاں جماد کا مقصد ختم ہو گیا ہے اور اب وہاں ان کے لئے کوئی فرم نہیں رہا ہے جب وہاں پر کوئی مسئلہ نہیں رہا ہے اب وہ یہاں صمم بکم بیٹھے ہوئے ہیں اب یہ کچھ نہیں کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ مهاجرین جائیں یا نہ جائیں اور اب انسوں نے یہاں صمم بکم کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے ہمارے جتنے بھی علماء صاحب ان ہیں چپ ہیں۔ جناب والا میں صرف یہ کہوں گا کہ کلاشکوف کچھ اور جو دوسرا چیز ہیں اور معاشرے میں جو برائیاں ہیں یہ سب ہماری اپنی خارج پالیسی یا دوسروں کی خارجہ پالیسی کی حمایت کر کے ہم نے خود اس ملک میں کوشش کی ہے یہ ہمارے اپنے ہاتھ کی پیدا کردہ ہیں جس پر ہمیں بھی افسوس ہے اس ملک کو اب اس صورت حال کا سامنا ہے جمال تک برسے اور اچھے لوگوں کا تعلق ہے وہ ہر معاشرے میں ہوتے ہیں افغان

مهاجرین میں بھی ہوں گے ہمارے ہاں بھی ہوں گے جیسا کہ ہمارے ایک ساتھی نے کہا ہے
ہمارے بست سارے ساتھی ایسے ہیں جن کی وہاں پر رشتہ داریاں ہیں ہمارے آدمی رشتہ دار
افغانستان کے اس پار رہتے ہیں آدمی یہاں پر رہتے ہیں یعنی حال وہاں ایران بارڈر پر ہے بلچور کا
ہے ان کا وہاں بھی تعلق ہے وہاں پر قبیلوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے اسکے بعد یہاں رہتے
ہیں اور کچھ وہاں رہتے ہیں یعنی ہمارا حال ہے۔ جمال تک ہیروئن اور غلط کاموں اور اسٹنگ کا
تعلق ہے یہ ہر معاشرے میں موجود ہوتی ہیں۔ افغان مهاجر ہوں یا نہ ہوں یہ کاروبار اب اس ملک
میں اس حد تک پھیل گیا ہے کہ اب میرا خیال ہے کہ اس کو اب روکنا بھی محال ہو چکا ہے ہم اس
کی بخشی سے مزاحمت کرتے ہیں اور بالکل یہ بات قطعاً نہیں مانتے ہیں کہ یہاں پر افغان مهاجرین
ہوں یا کوئی اور ہوں وہ یہاں پر اسٹنگ کرتے ہیں ہیروئن کی یا ہشیش کی ان سب باتوں کی ہم بخشی
سے مخالفت کرتے ہیں اور سردار اختر صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ ہم ان چیزوں کو یہاں پر دیکھ
بھال کریں اور جمال تک ووٹ وغیرہ کا تعلق ہے ہم یہاں پر قطعاً اس بات کے حق میں نہیں ہیں کہ
افغانستان کے لوگوں کو یہاں پر ووٹ کا حق دیا جائے جب صحیح وقت آئے گا وہاں پر صلح اور آشتی کا
دور ہو گا یقیناً یہ لوگ وہاں پر چلے جائیں گے اور اس وقت ہم تمپ کے ساتھ ہوں گے اور میرے
خیال میں ان کو یہ ضرورت بھی نہیں پڑے گی کہ وہ ہم سے درخواست کریں کہ یہاں پر مستقل رہنا
چاہتے ہیں یہ باتیں جناب والا میں آپ کے نوش میں لانا چاہتا تھا اور ان چیزوں کے پیش نظر میں یہ
کہتا ہوں کہ اس قرارداد کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے کیونکہ جن لوگوں کے پاس آپ قرارداد کو
بلور سفارش پیش کر رہے ہیں وہی لوگ سارے اس معاملے کے ذمہ دار ہیں تو اس لئے یہ سفارش
ہماری سیاسی پر شیخ prestige کے لئے اس ہاؤس کے لئے بلکہ بلوجستان کے لئے میں یہ کوئی
گا کہ یہ قرار و امن مناسب نہیں ہے کہ ہم فیڈرل حکومت کو بھیجنیں میں اس کے لئے زیادہ سیاسی ہاتوں
میں نہیں گیا ہوں کیونکہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ اس قرارداد کو حظکور کیا جائے اور سفارش
کے لئے مرکز کے پاس بھیج دیا جائے میں ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس قرارداد پر زور نہ دیں۔

جناب اپیکر - جعفر خان مندو خیل۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) - بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب

اپنے کر صاحب معزز میران صاحبان جمال تک اس قرارداد کا تعلق ہے کہ افغان مهاجرین کو ادھر بھیجا جائے اس پر محک نے بھی کافی باتیں کی ہیں اور دوسرے میران صاحبان نے بھی کافی باتیں کی ہیں۔ بلکہ شاید اس قرارداد کو اس طرف لے گئے ہیں کہ یہ قرارداد مختلف صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اصل اس کو کوئی اسلام کی طرف لے گیا ہے کوئی اس کو ثور انقلاب کی طرف لے گیا ہے بہر حال حالات ہوتے ہیں کسی ملک میں کوئی حالات کسی وقت پیدا ہو جائیں ایک جگہ میں بد امنی پیدا ہو جائے ایک جگہ خرابی پیدا ہو جائے یہ تو پوری دنیا کا ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے ہر جگہ مهاجرین ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جاتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں بھی ٹوب میں کوئی پر ابلم پیدا ہو تو ہم لور الائی کسی کے پاس پناہ لینے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہاں آپ کے ہاں پر ابلم پیدا ہو تو آپ کسی دوسری جگہ سے محفوظ مقام پر چلے جائیں گے۔ شفت ایڈٹ میگریشن shift and migration معاشرے کا حصہ ہے اور یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے بلکہ میں تو کوئی گاکہ پاکستان مهاجرین کا گڑھ بن چکا ہے میرے خیال میں ایک دو کروڑ تو انڈیا سے آئے ہوں گے آپکے سندھ کی آدمی آبادی بن چکے ہیں یہی لوگ کوئی میں بھی ہیں پنجاب میں اور جگہوں میں بھی ہیں اس طرح سے بلکہ دلیش سے stranded پاکستانی کے نام سے آرہے ہیں وہ بھی کچھ اس سے مختلف بات نہیں ہے وہ تو مسلمان ملک ہے اور بوسنیا والوں کو بھی دعوت و بخارہ ہی ہے اور یہ حالات اب افغانستان میں بھی ہیں آج افغانستان میں جو بد امنی کے حالات بن گئے ہیں وہاں ان کی عزت محفوظ نہیں ہے اس وجہ سے ان کو پناہ دی گئی ہے وہاں ان کی جان محفوظ نہیں ہے مال محفوظ نہیں ہے اس وجہ سے ہے اگر اس پر حکومتوں نے مکمل کنٹرول نہیں رکھا جو مهاجرین کا مقام تھا اس کی پاسداری نہیں کی ہے وہ الگ مسئلہ ہے اور میں بھی کوئی گاکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے میں ان کے لئے یہ بھی کوئی گاکہ ان کا مهاجرین کے مقام پر رہنا چاہئے تھا آج جو افغانستان کے حالات ہیں اس وقت افغانستان میں بدترین حالات ہیں کابل شریمن کوئی سفارت کار نہیں رہ سکتا ہے وہاں پر کوئی آدمی نہیں رہ سکتا ہے اور یہ حالات اطراف میں پھیل رہے ہیں۔ مزار شریف کی طرف جا رہے ہیں قدر ہمار کی طرف یہ حالات آرہے ہیں اس وجہ سے ان کو اب یہ حالات اتنے سازگار نظر نہیں آتے ہیں کہ وہ اب وہاں چلے جائیں یہ دنیا کے عالم کا مسئلہ ہے اور آج بین الاقوامی

برادری کرتی ہے آپ ان کو اکاموئیٹ accommodate کریں ہر طرف سے یہ کما جارہ
ہے کہ ان کو اکاموئیٹ accommodate کریں کہ وہاں پر حالات ٹھیک نہیں ہیں ہم بھی
اس قرار داد کی اس ھلک میں حمایت کر سکتے ہیں جب افغانستان کے حالات وہاں پر ٹھیک ہو جائیں
صحیح ہو جائیں جب وہاں پر امن بحال ہو جائے میرے خیال میں ان کو پھر ضرورت نہیں پڑے گی
کہنے کی بھی۔ یہ لوگ خود چلے جائیں گے۔ پھر دنوں جیسے تبدیلی آئی اور ہر سے زیادہ لوگ چلے گئے
آپ سرخاب یکپی میں جائیں وہاں مکانات گر گئے ہیں جو اطراف میں ہے اور اب ان علاقوں
والے زیادہ بے ہوئے ہیں جن کی عزت و آہو محفوظ نہیں ہے امن نہیں ہے ہم اس صورت میں
اس قرار داد کی حمایت کرتے ہیں اس صورت میں اس قرار داد کو آگے لے جاسکتے ہیں جب
افغانستان میں امن بحال ہوا اس میں یہ حالات ہو جائیں کہ مین الاقوای طور پر اور اس کی سوچ کے
مطابق جانے کے لئے وہ خود تیار ہوں تو ان کو بالکل جانا چاہئے میں تو یہ کہوں گا کہ پھر انڈیا کے
مهاجرین کو بھی واپس بھیج دیا جائے انڈیا میں بھی اب حالات بالکل ٹھیک خاک ہیں وہ دو کروڑ یک
بس رہے ہیں الظاف حسین کو بھی واپس بھیجا جائے۔ ہنچاپ میں جو آئے ہوئے ہیں ان کو بھی
واپس بھیجا جائے۔ دوسری قومیں جو آئی ہوئی ہیں ان کو بھی واپس بھیج دیا جائے۔ اس کو ایک حد
تک محدود نہ رکھا جائے۔ ہم اس قرار داد کی اس صورت میں حمایت کر سکتے ہیں کہ اس میں ترمیم
کی جائے جب وہاں حالات صحیح ہو جائیں تو ان کو واپس بھیجا جائے جیسے اقوام تحدہ نے فیصلہ دیا
ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) - جناب والا ہم اس قرار داد کی اس صورت میں
حمایت کرتے ہیں کہ جب وہاں پر حالات پر سکون ہوں باعزت طریقے سے ان کو شفت کیا جائے
ہمیں کوئی اعتراض نہیں پڑھیکہ اس ترمیم کے ساتھ ہو۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (وزیر) - جناب اسٹاکر صاحب۔ اس کے لئے طریقہ کار
یہ ہونا چاہئے کہ جو مجرم صاحب نے اس قرار داد پر بولا ہے اس میں اب دوسرے کو بولنے دے اور
جس نے جو کچھ کہا ہے اب آپ روٹک دیں گے۔ آپ نے پرانٹ نوٹ کئے ہوئے ہیں۔
جناب والا میں بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں اپنی پارٹی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے

اس قرارداد کی تکمیل حاصلت کرتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اس کے تاریخی پس منظر میں جاتے ہوئے یہ عرض کرتا چلوں کہ جب دنیا دو قوموں میں بنا ہوا تھا دست نام کی تکمیل کے بعد جو تکمیل امریکہ کو ہوئی اور وہ اس دن اس تک میں تھا کہ میں کس طرح کہیں نہ کہیں وہ حالات پیدا کروں تاکہ دنیا میں میری جو ساکھ متأثر ہوئی ہے اس کو ٹھیک کر سکوں۔ تو بد قسمت یہ خطہ ہمارا بھی ہے جہاں پر شروع دن سے ہی عالمی قوتوں نے اپنی تمام تر سازشیں لگائی ہیں جا ہے یہاں پر قوموں کی تقسیم کی بات ہو جیسے میرے ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے کہا تھا یہی جب ہم کہتے ہیں کہ بلوچ قوم کے ساتھ ہوا ہے وہ بھی آج کی حصوں میں بنا ہوا ہے ہماری یقیناً خواہش ہے کہ ہر قوم کو حق ہو کے اپنی ہی تاریخی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے جغرافیائی ساکھ کو اپناتے ہوئے جو بھی فیصلہ کرے تو یہ آج کے وقت کی اور دنیا کی اہم ضرورت ہے میں اس کے لئے عرض کر رہا تھا کہ جب افغانستان میں ثور انقلاب آیا اور اس وقت ہم اس کو ایک مثبت تبدیلی سمجھتے تھے اور میں آج بھی یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مثبت تبدیلی تھا کہ روایتی قبائلی جا گیرداری قوتوں کے خلاف ایک ترقی پسندانہ سوچ تھی لیکن بد قسمتی کی بات رہی کہ شاید آبجیکٹیو کنڈیشن objective condition اور سبجیکٹیویٹی subjectivity میں کیسانیت نہیں تھی اور جو پاپو لورڈ تھی اس میں جو حالات تھے اور امریکہ اپنے اتحادیوں کے ساتھ اور دوسری قوموں کے ساتھ مل کر اس نے اس انقلاب کے خلاف صفت بندی شروع کی اور میں ان کی پیچیدگیوں میں نہیں جاتا ہوں کیونکہ سیاسی ورکر کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں تمام بیشے ہوئے لوگوں کو یہ معلوم ہے جو کچھ ہوا ہے لیکن ایک چیز جواب ہم بالکل واضح طور پر اس ایوان کے سامنے رکھتا ہوں اور اس ملک کے حکمرانوں کے سامنے رکھتا ہوں کہ پاکستان جو ایک کیش لا قوامی ملک ہے یہاں ہر قوم کی اپنی زبان ہے ثقافت ہے اس کا پس منظر ہے اور بلوچ، پشتون، سندھی، پنجابی جو ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے علاقوں میں صدیوں سے رہ رہے ہیں اور یہ ہماری بد قسمتی رہی ہے کہ شاید ہمیں ان سئلوں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں رہی ہے کہ اگر ہمارے حکمران مسائل حقیقی طور پر حل کریں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرتے تو آج پاکستان میں قوی سوال موجود ہے جس سوچی سوال بھی موجود ہے اور اس کے علاوہ جو بے شمار مسائل ہیں افغان مهاجرین کا مسئلہ آپ لے لیں یا کشیر کا مسئلہ ہے میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ آنکھ ڈر میانہند والیوز determined

values کو کر رہا ہے اور اس آنکھ کے دور میں ہمارے جو ارباب اختیار ہیں ان کو چاہئے
کہ وہ اپنے سُریجڑی strategy کو طریقہ کار کا محدود نہ رکھیں وہ دور سوچیں کہ آیا اپنے
آدمیوں کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں۔ کھانا نہیں دے سکتے ہیں۔ سوتیں نہیں دے سکتے ہیں۔ تو
آپ نے ہر جگہ پر تمام دنیا کا بوجہ پھر آپ کیوں اٹھا رہے ہیں اور آج ہمیں اپنے ملکی وسائل اس کی
اجازت نہیں دے رہے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو مزید الجھنوں میں ڈال دیں آج پاکستان کی اقتصادی
صورت حال یہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو یہ سوتیں نہیں دے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر میں اس کے
ایوان کے سامنے یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ مسئلہ ہو یا پاکستان کے دوسرے مسائل ہوں ہم ان کو
اچھے تغیری پہلو سے دیکھیں ایک دوسرے کو تنقید کرنے کی بجائے اس کو عملی حل دیں اس کے
لئے کوئی راستہ ڈھونڈیں۔ جناب اسپیکر میں پھر آخر میں یہ کہوں گا کہ جو ہمارے ملک کے اس
وقت حالات ہیں وہ افروز afford نہیں کر رہے ہیں کہ ہم دوسروں کی بحالی کے لئے کچھ
کر سکیں میں اس قرارداد کی تکمیل حمایت کرتا ہوں اور ہاؤس کے اندر جو اختلاف پائے جا رہے ہیں
یقیناً اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کی اپنی سوچ ہے اور جمیعت میں ہوتا ہے اور ہم بھی جمیعت
کے دعے دار ہیں۔ شکریہ۔ اور جمیعت میں رواداری ہونی چاہئے اور جمیعت کا یہ بنیاد
قانون بھی ہے ہم ایک دوسرے کو سننے کا ایک دوسرے سے مبینہ انداز میں مخالفت کرنے کا او
دوسرے کو اکاموڑیث کرنے کا جذبہ ہونا چاہئے۔

سید شیر جان بلوج - جناب اسپیکر میں نے دو منٹ بات کی ہے کچھ اور اب مجھے مودہ
روجائے۔

جناب اسپیکر - آپ اس وقت تقریر دس منٹ کر لیتے تو بترا ہوتا۔ جس طرح سرو
صاحب نے بھی بات کی ہے۔ وہ محک ہیں ان کے لئے روؤں میں ہے۔

مولانا عبد الباری - جناب والا سب نے اپنی پارٹی پالیسی کے بارے میں بات کی۔
اگر مجھے بھی موقع دیا جائے تاکہ میں واضح کر سکوں۔ اور اب قرارداد کے رخ کو تبدیل کر دیا ہے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر) - جناب اسپیکر۔ مولانا صاحب کی پارٹی پا یہ
بھی آگئی ہے۔ آپ طریقہ کار کے مطابق ایوان کی کارروائی کو چلائیں۔

values کو کر رہا ہے اور اس آنکھ کے دور میں ہمارے جواہر اب اختیار ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اپنے سُرچینڈی stratagy کو ظریقہ کار کا محدود نہ رکھیں وہ دور سوچیں کہ آیا اپنے آدمیوں کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں۔ کھانا نہیں دے سکتے ہیں۔ سوتیں نہیں دے سکتے ہیں۔ تو آپ نے ہر جگہ پر تمام دنیا کا بوجہ پھر آپ کیوں اخبار ہے ہیں اور آج ہمیں اپنے ملکی وسائل اس کی اجازت نہیں دے رہے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو مزید البحنوں میں ڈال دیں آج پاکستان کی اقتصادی صورت حال یہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو یہ سوتیں نہیں دے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر میں اس ایوان کے سامنے یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ مسئلہ ہو یا پاکستان کے دوسرے مسائل ہوں ہم ان کو اچھے تغیری پہلو سے دیکھیں ایک دوسرے کو تنقید کرنے کی بجائے اس کو عملی حل دیں اس کے لئے کوئی راستہ ڈھونڈنیں۔ جناب اسپیکر میں پھر آخر میں یہ کوئی گاہک جو ہمارے ملک کے اس کے وقت حالات ہیں وہ افورد afford نہیں کر رہے ہیں کہ ہم دوسروں کی بحالی کے لئے کچھ کر سکیں میں اس قرار داوی کی تکمیل حمایت کرتا ہوں اور ہاؤس کے اندر جو اختلاف پائے جا رہے ہیں یعنی اس ہاؤس میں بیٹھنے کی اپنی سوچ ہے اور جمیعت میں ہوتا ہے اور ہم بھی جمیعت کے دھوے دار ہیں۔ شکریہ۔ اور جمیعت میں رواداری ہوئی چاہئے اور جمیعت کا یہ بنیادی قانون بھی ہے ہم ایک دوسرے کو سننے کا ایک دوسرے سے مبینہ انداز میں خالفہ کرنے کا اور دوسرے کو اکاموئیٹ کرنے کا جذبہ ہونا چاہئے۔

سید شیر جان بلوج - جناب اسپیکر میں نے دو منٹ بات کی ہے کچھ اور اب مجھے موقع دیا جائے۔

جناب اسپیکر - آپ اس وقت تقریباً دس منٹ کر لیتے تو بترا ہوتا۔ جس طرح سردار صاحب نے بھی بات کی ہے۔ وہ محک ہیں ان کے لئے روشنیں ہے۔

مولانا عبدالباری - جناب والا۔ سب نے اپنی پارٹی پالیسی کے بارے میں بات کی ہے اگر مجھے بھی موقع دیا جائے تاکہ میں واضح کر سکوں۔ اور اب قرار داوی کے رخ کو تبدیل کر دیا ہے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر) - جناب اسپیکر مولانا صاحب کی پارٹی پالیسی بھی آئندی ہے۔ آپ طریقہ کار کے مطابق ایوان کی کارروائی کو چلا دیں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا اگر موقع دے سکتے ہیں تو بتہے۔

جناب اپسیکر - میں نے کہا ہے کہ اس میں رولوکی گنجائش نہیں ہے۔

مسٹر ظہور احمد خان کھوسہ - جناب والا میں اپنی طرف سے اور اپنی پامیل کی طرف سے سردار اختر مینگل صاحب کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب اپسیکر - اب چونکہ اس قرارداد پر کافی بحث ہو چکی ہے قرارداد کے بارے میں اگر قائد ایوان کچھ فرماتے ہیں؟

نواب ذو الفقار علی مگسی (قاائد ایوان) - جناب اپسیکر! میں اس قرارداد کے بارے میں تھوڑا سا عرض کروں سردار اختر مینگل نے جو یہ قرارداد پیش کی ہے اس پر ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو تراجم آئی ہیں اور بحث ہوئی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس قرارداد میں جو سفارش کی گئی ہے ترجم کی سفارش کی گئی ہے کہ جب افغانستان کے حالات نیک ہوں تو افغان بھائیوں کو واپس بھیجا جائے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر وہ اس ترجم کے ساتھ پیش کریں تو سب کے لئے بہتر ہو گا۔

سردار محمد اختر مینگل - جناب اپسیکر جس طرح ہمارے ثریڑی ہندوز کے آخر دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ افغانستان میں حالات سازگار ہو جائیں اگر دیکھا جائے افغانستان میں واقعی کامل کے ایسے ہیں حالات سازگار نہیں ہیں۔ حالات کی خرابی کی وجہات کیا ہیں آیا وہی جنگ جاری ہے جو پہلے تھی۔ نہیں۔ اب جو جنگ جاری ہے وہ اقتدار کی جنگ ہے۔ اب تو پول کی جنگ جاری ہے جہاں مسجدیں شہید کی جا رہی ہیں نہ اسلام کی جنگ نہ کسی سُنم کی۔ کیا یہی اقتدار کی جنگ جو انسنی اسلامی ممالک اور مغربی ملکوں کی امداد سے آج کامل میں جاری ہے کیا یہی جنگ بلوچستان اور اسلام آباد کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے سکتی؟ میں عرض کروں گا جیسا کہ ہمارے دوست حیدر خان اچکزی صاحب نے ہمیں پہلی تاریخ یادداہ ان کی یادداہی کا شکریہ۔ ہم اپنی تاریخ نہیں بھولتے ہیں۔ آنا عبد الکریم خان یا دوسرے ہمارے ہدوچ نے جو دہاں افغانستان میں پناہ لی ہم ان کے احسان مند ہیں۔

جناب اسپیکر - سردار صاحب قائد ایوان نے کہا کہ جو ترمیم جعفر خان مندوخیل صاحب کی جانب سے آئی اور اس نے بھی درخواست کی کیا آپ اپنی قرارداد میں وہ ترمیم کے ساتھ قبول کرتے ہیں یا اس پر اصل حالت میں رائے شماری کی جائے؟

سردار محمد اختر مینگل - جناب اسپیکر میں نے یہی عرض کی کہ جو ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں کہ حالات ساز گار ہوں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ افغانستان کے موجودہ صورت حال ہے کیا؟ اس کے حالات ساز گار ہوں گے۔ حالات جو خراب ہیں وہ صرف کابل ایریا کا ہے۔ دیگر علاقوں میں حالات پر سکون ہے۔ کیونکہ مارچ میں مردم شماری آرہی ہے ان کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ پچھلی مردم شماری میں بلوچستان کی آبادی دس گناہ بڑھی ہے۔ تو اب کی مردم شماری میں بیس گناہ ہوئے کا خدشہ ہے۔ ہمیں جو خطرات محسوس ہو رہے ہیں ان افغان مهاجروں سے ہمیں اپنے سرزین کے لئے خطرے محسوس ہو رہے ہیں۔ اس ایوان میں ہمارے پشوون بھائی بھی ہیں یہ مسئلہ ہم سب کا ہے۔

جناب اسپیکر - اس قرارداد پر بحث کافی ہو چکی ہے۔ اب اس پر رائے شماری ہو گی۔

مولانا عبد الباری - جناب اسپیکر مجھے بھی تھوڑا سا بولنے کا موقع دیں۔

جناب اسپیکر - قائد ایوان کے بولنے کے بعد میرے خیال میں مزید بولنا مناسب نہیں۔ عمر کو اس نے موقع دیا گیا چونکہ ان سے سوال کیا گیا کہ آیا وہ ترمیم کو قبول کریں گے یا نہیں۔

مولانا عبد الباری - جناب اسپیکر اس میں ترمیم کی اس وجہ سے ضرورت نہیں کیونکہ قرارداد میں باعزت و اپسی لکھا گیا ہے۔ باعزت کا مطلب جب حالات ساز گار ہوں۔

جناب اسپیکر - قرارداد میں جو ترمیم آئی ہے اس پر رائے شماری کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ "افغانستان میں امن قائم ہونے کے بعد" یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ یہ الفاظ قرارداد میں شامل کئے جائیں اور (قرارداد کو ترمیمی شکل میں منظور کی جائے)
(قرارداد ترمیمی شکل میں منظور کی گئی)

جناب اسپیکر - سردار محمد حسین صاحب قرارداد نمبر ۵ ایوان میں پیش کریں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ قانون کی ذمہ داری (ایل ایل بی) L.L.B پاس کرنے پر نان گزندھ سرکاری ملازمین کو دو اضافی انکریمنٹ کا نوٹیفیکیشن جلد جاری کرے تاکہ نان گزندھ سرکاری ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی کو جلد دور کیا جائے۔

جناب اسپیکر - قرارداد جو پیش کی گئی ہے کہ "یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ قانون کی ذمہ داری (ایل ایل بی) پاس کرنے پر نان گزندھ سرکاری ملازمین کو دو اضافی انکریمنٹ کا نوٹیفیکیشن جلد جاری کرے تاکہ نان گزندھ سرکاری ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی کو جلد دور کیا جائے۔"

سردار صاحب آپ اس کے بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر قرارداد میں نے گزارش کی کہ نان گزندھ ایل ایل بی کی ذمہ داری رکھنے والے ملازمین کو دو اضافی انکریمنٹ دیجئے جائیں۔ کیونکہ ان میں جو مایوسی پھیلی ہوئی ہے وہ مختتم ہو گا۔ چونکہ ایک ایل بی ایک پروفیشل ذمہ داری ہے جس طرح کے ایم بی بی ایس M.B.B.S یا مجیسٹریگ کی ذمہ داری ہے۔ ان کے لئے طریقہ کاری ہے کہ پروفیشل ذمہ داری حاصل کرنے کے بعد انسیں گریڈ یا ایس سے اوپر کی آسامیوں پر تعینات کی جاتی ہے۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص نان گزندھ پوسٹ پر کام کر رہا ہو ان کو دو اضافی انکریمنٹ دی جائے تو ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

مولانا عبدالباری - جناب اسپیکر! اگر اجازت ہو میں اس قرارداد میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ نان گزندھ ملازمین کی بجائے تمام ملازمین جو قانون کی ذمہ داری رکھتے ہو کو دو اضافی انکریمنٹ دی جائے تاکہ وہ تمام ملازمین کی حوصلہ افزائی ہو۔ تو لہذا "نان" کا لفظ حذف کر کے قرارداد کو پاس کیا جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملکہ ملازمتہاں نظم و نسق قانون و پارلیمانی امور) - جناب اسپیکر یہ مسئلہ کچھ سینکیل ہے اس سے پہلے بھی ایم بی بی ایس M.B.B.S کی ذمہ داری رکھنے والے اور مجیسٹریگ کی ذمہ داری رکھنے کو ایک دو انکریمنٹ دے کر گزندھ پوسٹ پر تعینات کیا

٤٣

چاتا تھا۔ اب یہاں نان گزندھ کے لئے سفارش کی گئی کہ ان کو دو اضافی اکٹریمنٹ دی جائے۔
دوسرے لفظوں کہ اُنکی تنخواہیں بڑھائی جائے۔ ہم اس چیز کے حق میں ہے کہ جتنے بھی لوڑ کلاس
کے ملازمین ہیں ان کی تنخواہیں بڑھانے کے لئے سفارش کی جائے۔ اور ایک سمجھی مقرر کی جائے
ہے کہ اس منگالی کے دور میں ان کی تنخواہیں بڑھائی جائے۔ جناب اسپیکر یہ ایک میکنیکل مسئلہ ہے
اس کو ایک سمجھی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس پر غور کریں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ گزندھ کو بھی
دیا جائے میں عرض کرتا ہوں کہ گزندھ کے لئے کواليفیکیشن ہوتی ہے جیسا کہ ایل ایل بی۔ ایم بی
بی ایس یا پیچلے آف انجینئرنگ وغیرہ۔ میں بات کر رہا تھا کہ جو ملازمین قانون کی ڈگری رکھتے ہوں اور
وہ کسی مجبوری کے باعث نان گزندھ پوسٹ پر تعینات ہوں ان ملازمین کو دو اضافی اکٹریمنٹ دی
جائے میرے خیال میں یہ ایک اچھا لگوں ہے۔

جناب اسپیکر - ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب آپ نے کہا کہ کوئی سمجھی بنا کی جائے آیا کوئی
کورٹنٹ کی سمجھی یا اس ایوان سے کوئی سمجھی تھکلیں دی جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان - جناب اسپیکر میرے خیال میں اسٹینڈنگ سمجھی کے حوالے کی
جائے اس میں میکنیکل لوگ اور ملکہ تعلیم کے لوگوں کو اس میں شامل کیا جائے جہاں تک سردار
صاحب کہ رہے ہیں ایک حد تک یہ مسئلہ ٹھیک ہے کہ گریجویٹ آدمی جو نان گزندھ پوسٹ پر گئے
ہیں اگر یہ مسئلہ اس سے متعلق ہے تو یہ دوسرا سایہ ہے۔ اگر تمام نان گزندھ کے لئے کہ رہے
ہیں وہ مختلف پہلو ہے جہاں تک ایک کو الیفائیڈ آدمی نان گزندھ پوسٹ پر کام کر رہا ہے اس کو ایک یا
دو اضافی اکٹریمنٹ دی جائے یہ دوسرا مسئلہ ہے اس کے لئے سمجھی بنا کی جائے ایکوکیشن فائنس اور
اس ایوان سے ایک یا دو ممبران کو بھی شامل کیا جائے تاکہ وہ اسکے مختلف پہلوؤں پر غور کریں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر میں نے تمام نان گزندھ کی بات نہیں کی میں
نے ان نان گزندھ کی بات کی جو قانون کی ڈگری رکھتا ہو اور نان گزندھ پوسٹ پر کام کر رہا ہو۔ کیونکہ
ایل ایل بی ایک پروفیشنل ڈگری ہے ڈگری کی احترام اور ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ ایک
اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) - جناب اسپیکر صرف ایں ایں بی کی ذکری رکھتے والے نان گزندہ پوست پر کام نہیں کرتے بلکہ بیچل آف انجینئرنگ کی ذکری رکھتے والے آج کل پوست نہ ہونے کی سبب لائن میں یا سپروائزر لگ جاتا ہے۔ یا کسی اور پوست پر لگ جاتا ہے۔ اسی طرح ایم اے پاس کلرک کے پوست پر کام کر رہے ہیں۔ جو بھی پوست گرجویت ہو نان گزندہ پوست پر تعینات ہے ان کے مراعات کے لئے دو اضافی انکریمنٹ کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر میں ایم اے اور بی اے والوں کی بات نہیں کرو رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ پروفیشنل ذکری حاصل کرنے والوں کی جیسا کہ ایں ایں بی، ایم بی بی ایں جس طرح ڈاکٹر کلیم اللہ نے بیچل آف انجینئرنگ والوں کی بات کی میں اس کی تائید کرتا ہوں کیونکہ بیچل آف انجینئرنگ بھی ایک پروفیشنل ذکری ہے۔ بی۔ ای (بیچل آف انجینئرنگ) جس کے لئے کو الیکیشن کی ایک نیمیت ہے اور ان کی اپوانشمنٹ گریڈ کے ہے۔ ابھی حالات کی وجہ سے یا ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے اگر کوئی شخص گریڈ ۱۱ یا گریڈ ۱۵ پر لگ جاتا ہے اور اس کے پاس پروفیشنل ذکری ہے اس سلسلے میں ان کو اگر دو اضافی انکریمنٹ دی جائے میرے خیال میں ایک اچھی بات ہے۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر) - جناب اسپیکر میری گزارش ہوگی اگر اس میں ترمیم کر لی جائے لفظ فوری نوٹیفیکیشن کی بجائے سفارش ہونی چاہئے۔ حکومت اس پہلو پر غور کرے کیونکہ اس میں فانسلی ایمبلیکیشن financialy implication ہے میں سمجھتا ہوں کہ محکم بھی یہی چاہتا ہے۔ اس پر غور کرنے کی سفارش کی جائے۔ صرف ایں ایں بی بلکہ دیگر ذکری ہولڈر کو جو نان گزندہ پوست پر تعینات ہو۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اسپیکر میں چاہتا ہوں کہ اس کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب اسپیکر - ترمیم جو اس میں کی گئی ہے کہ لفظ "نوٹیفیکیشن" کی بجائے لفظ "غور کیا جائے" قرار داویں شامل کیا جاتا ہے۔

۶۵
اب سوال یہ ہے کہ قرارداد کو اس کی ترمیمی فکل یعنی نو تبلیغی مہمن کی بجائے لفظ خورگی صورت میں منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

اور اس سلسلے میں قائد ایوان سے سفارش کی جاتی ہے کہ ایک شکیٰ تکمیل دیں اور اس کیس کو اس کے پرداز کرے۔

جناب اسپیکر - مولانا عبدالباری اپنی قرارداد نمبر ۲ پیش کریں۔

مولانا عبدالباری - جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے سوئی گیس جو صوبہ بلوچستان کی پیداواری معدنیات میں سے ہے اور دیگر صوبہ جات اس سولٹ سے عرصہ دراز سے مستفید ہوتے آئے ہیں لیکن اس صوبے کے بعض اضلاع تاحال اس قدرتی نعمت سے محروم ہیں لہذا پھر 'کچلاک'، 'ہندہ اوڑک'، 'اہبیرگ' اور مستونگ سیست کوئی شرکے دیگر متعلق علاقوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی سولت میا کی جائے۔

جناب اسپیکر - قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے سوئی گیس جو صوبہ بلوچستان کی پیداواری معدنیات میں سے ہے اور دیگر صوبہ جات اس سولٹ سے عرصہ دراز سے مستفید ہوتے آئے ہیں لیکن اس صوبے کے بعض اضلاع تاحال اس قدرتی نعمت سے محروم ہیں لہذا پھر 'کچلاک'، 'ہندہ اوڑک'، 'اہبیرگ' اور مستونگ سیست کوئی شرکے دیگر متعلق علاقوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی سولت میا کی جائے۔

مسٹر جعفر خان مندو خیل وزیر خزانہ - جناب اسپیکر صاحب اس میں ہم ایک ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے تمام بڑے شرکوں کو اس طرح مراعات دیا جائے صرف ایک دوچھوٹی بھروسہ کا اس کا تو آں ریڈی already ہو گیا ہے۔ اس کے اوپر میرے خیال میں کام بھی ہو رہا ہے۔ مستونگ اور پھر تک اور دوسرے جگہ یعنی قلات، خضدار، ٹوب

اور لورالائی۔ سبی پلکہ سارا صوبہ ہو جائے۔

مسٹر عبد الحمید خان اچھری (وزیر) - (پرانگٹ آف آرڈر) جناب اچھر مسٹر اس ہاؤس میں پلے بھی کئی وفہ اس قسم کی قرار داویں پیش ہوئی ہیں اور ہم نے اس کو منظور کیا ہوا ہے اس رفع بھی ہم اس کی حمایت کرتے ہیں البتہ جیسا کہ حضر صاحب کہ رہا ہے وہ شر جہاں تک پائیں لائیں پہنچائی جاسکتی ہے وہاں پر پورنجل گیس portable gas کا انقلام کیا جائے یہ ہماری ریکوئیٹ تھی قرار داویں یہ ترمیم کی جائے کہ جن شہروں تک پائیں لائیں موجودہ حالات میں نہیں پہنچ سکتی وہاں کے لئے پورنجل گیس کا معقول انقلام کیا جائے۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - جناب اچھر مسٹر صاحب (پرانگٹ آف آرڈر) جناب اگر یہ گیس پشاور تک پہنچ سکتی ہے، بخار تک پہنچ سکتی ہے اور سندھ تک پہنچ سکتی ہے جو آئندہ سو ہزار میل دور ہیں تو کیا یہ گیس دو سو یا تین سو میل تک پہنچ سکتی کیا یہ بلوچستان کا حق نہیں ہے۔ بلوچستان کو اس کا حق ملتا ہا ہے میں آج ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ کم از کم بلوچستان کے ساتھ نا انصافی نہیں ہونی چاہئے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک لیمنٹ Limit مقرر کی جائے اس سال کے لئے

مسٹر کچکول علی (وزیر) - جناب میں ڈاکٹر صاحب کو یہ تجویز دوں گا کہ وہ بے نظر صاحب سے کہہ دیں۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر) - جناب آپ کی سنشیل گورنمنٹ میں حکومت ہے آپ یہ کریڈٹ نے لیں اور بلوچستان کے ساتھ جتنی سابقہ زیادتیاں ہوئی ہیں ان کی کسر نکالیں اور ازالہ کر لیں۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین - (پرانگٹ آف آرڈر) جناب اچھر مسٹر صاحب میں ڈاکٹر صاحب کی اس بات سے مطمئن ہوں لیکن بات یہ ہے میں آج کے اس ایوان میں بات کر رہا ہوں کیونکہ ایوان اس قرار داد کو منظور کرے اور وہ بعد کی بات ہے کہ مرکز کیا کرے گا اور کیا نہیں کرے گا اس میں میں بھی شامل ہوں آپ بھی اس میں شامل ہیں یہ آپ کا بھی حق ہے اور سب کا

حق ہے میں اس الجوان سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کرے۔
مولوی عطا اللہ - جناب اپنیکر صاحب قرارداد کے حق میں توہم سب حقن ہیں کہ پوری بلوچستان کو مل جائے لیکن ترجیحی نیاد پر جناب میں ایک ترمیم جو شکر کرتا ہوں کہ قلبت کو ترجیح دی جائے یہ بلوچستان کی تاریخی اور مرکزی شر ہے۔

جناب اپنیکر - قرارداد میں ہو ترمیم کی گئی ہے کہ "بلوچستان کے تمام ہوئے شہروں کو گیس سہا کی جائے اور جہاں سوئی گیس پانچ لائن میں پہنچ سے وہاں پر موہاں پیٹھ کا انتظام کیا جائے۔" اب سوال یہ ہے کہ آپ قرارداد کو اس ترمیم شدہ فصل میں منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اپنیکر - اب اجلاس کی کارروائی مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۳ء بوقت گیارہ بجے صحیح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس بیل کا اجلاس ایکنچ کر تیس منٹ (دوسری) مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۳ء (بدر بکھنہ) گیارہ بجے صحیح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)